گلدستۂ احادیث

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ کراچی پاکستان۔ فون 91-90-4921389
شہید مسجد کھارادر باب المدینہ کراچی پاکستان فون 2203311-2314045 فیکس 2201479
email:maktaba@dawateislami.net / www.dawateislami.net / www.dawateislami.org

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

زیرِنظر چالیس احادیث کا مجموعہ گلدستۂ احادیث اسلامی بھائیوں کیلئے تیار کیا گیا ہے۔ ان احادیث کو کتاب انوار الحدیث کے منتخب ابواب سے جمع کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں تحت اللفظ ترجمہ کا نیا انداز اختیار کیا گیا ہے تاکہ حدیث مع ترجمہ یاد کرنے میں آسانی ہو۔ اس کی مختصر شرح کیلئے زیادہ تر فقیہِ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین امجدی علیہ رحمۃ اللہ الولی کی کتاب انوار الحدیث میں کی گئی شرح کو ہی اپنے انداز میں لکھا گیا ہے، تاہم کہیں کہیں صدرالشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی شہرۂ آفاق کتاب بہارِ شریعت، فقیہِ اعظم ہند مولانا مفتی شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ الولی کی شرحِ بخاری نُزھۃ القاری اور امیرِ اہلسنّت، شیخِ طریقت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے رسائل و کتب سے بھی مدد لی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اس کتاب کے مرتب و معاونین کو دونوں جہاں کی برکتوں سے سرفراز فرمائے اور ہم سب کو بلاحساب و کتاب محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے صدقے جنّت میں محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پڑوس عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اس کتاب کے مرتب و معاونین کو دونوں جہاں کی برکتوں سے سرفراز فرمائے اور ہم سب کی مغفرت فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بامحاورہ ترجمہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ ''اعمال (کا ثواب) نیت ہی پر ہے ہر شخص کیلئے وہی ہے جو اس نے نیت کی، تو جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی ہے اور جس کی ہجرت دُنیا کی طرف ہو تا کہ اسے (یعنی دُنیا) حاصل کرے یا کسی عورت کی طرف ہو کہ اس سے شادی کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔''

شرح ☆ مصنفینِ حدیث عموماً اپنی کتاب کی ابتداء میں اس حدیث کو لاکر اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ تحصیلِ علم سے قبل نیت کی دُرستگی ضروری ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال کی اچھائی، بُرائی کا اعتبار اور حصولِ ثواب کا مدار نیت پر ہے اور ایک عمل میں جتنی نیتیں ہوں گی اتنی نیکیوں کا ثواب ملے گا، مثلاً محتاج قرابت دار کی مدد کرنے میں اگر نیت فقط لوجہ اللہ دینے کی ہوگی تو ایک نیت کا ثواب پائے گا اور اگر صلۂ رحمی کی نیت بھی کرے گا تو دوہرا ثواب پائے گا۔ بلکہ خواہشِ نفسانی کی چیزوں میں بھی اچھی نیت کرنے سے ثواب ہوتا ہے، مثلاً خوشبو لگانے میں اتباعِ سنّت اور فرحتِ دماغ کا قصد ہو تو ہر نیت کا جُداگانہ ثواب ہوگا۔ لیکن حرام کام اور معاصی میں نیت کا اثر نہیں ہوتا باقی امرِ مُباح میں اگر عبادت کی نیت ہوگی تو یہ بھی موجبِ ثواب ہے۔

☆ یہ حدیث اُمُّ الاحادیث سے ہے۔ حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے شہزادے حضرت حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نصیحت فرماتے ہوئے یہ تحریر فرمایا، اے نورِ نظر! میں نے پانچ لاکھ احادیث میں سے چُن کر پانچ ایسی حدیثیں منتخب کی ہیں کہ اگر تم نے ان کو یاد کرکے ان پر پورے اعتماد کے ساتھ عمل کیا تو تم دونوں جہاں کی سعادتوں سے سرفراز ہو جاؤ گے۔ ان پانچ حدیثوں میں سے ﴿۱﴾ ایک یہ حدیث بھی ہے۔ باقی چار احادیث یہ ہیں۔ ﴿۲﴾ آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے یہ ہے کہ وہ تمام لایعنی اور بیکار چیزوں کو چھوڑ دے۔ ﴿۳﴾ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومنِ کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی (مومن) کیلئے اس چیز کو پسند نہ کرے جس کو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ ﴿٤﴾ کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے تمام مسلمان سلامت رہیں۔ ﴿۵﴾ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں بھی ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے تو جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بھی پرہیز کرتا رہے اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا اور جو شخص ان مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا وہ کبھی نہ کبھی حرام میں بھی مبتلا ہو جائے گا، جیسے وہ چرواہا جو حمیٰ (محفوظ شاہی چراگاہ) کے اردگرد جانور کو چراتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کا جانور کبھی نہ کبھی حمیٰ میں بھی داخل ہو جائے۔ خبردار! ہر بادشاہ کیلئے حمیٰ ہوتی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ کی حمیٰ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ سن لو اور یقین رکھو کہ بدن میں گوشت کا ایسا ٹکڑا ہے کہ جب وہ دُرست ہو جائیگا تو پورا بدن درست ہو جائے گا اور جب وہ فاسد ہو جائے گا تو پورا بدن فاسد ہو جائے گا۔ آگاہ ہو جاؤ! کہ وہ 'دِل' ہے۔

عَنْ	عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ	قَالَ	سَمِعْتُ	رَسُوْلَ اللّٰهِ
سے	عبادہ بن صامت	کہا (انہوں نے)	میں نے سنا	اللہ کے رسول (کو)

يَقُوْلُ	مَنْ	شَهِدَ	أَنْ	لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
فرماتے ہوئے	جو (جس نے)	گواہی دے	کہ	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَ	أَنَّ	مُحَمَّدًا (صلی اللہ علیہ وسلم)	رَسُوْلُ	اللّٰهِ
اور	بیشک	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)	رسول (ہیں)	اللہ (کے)

حَرَّمَ	اللّٰهُ	عَلَيْهِ	النَّارَ
حرام فرمادیتا ہے	اللہ	اس پر	آگ (دوزخ کی)

﴿با محاورہ ترجمہ﴾ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ 'جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرمادیتا ہے۔'

﴿شرح﴾ ☆ توحید و رسالت کی گواہی کے باوجود اگر آدمی سے کوئی ایسا قول یا فعل پایا گیا جس کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کفر کی نشانی فرمایا ہو تو شریعت مطہرہ کے حکم کے مطابق وہ کافر ہو جائے گا اگر چہ بظاہر توحید و رسالت کی تصدیق واقرار کرتا ہو، جیسے بُت کو سجدہ کرنا، زُنّار باندھنا وغیرہ۔

☆ کرسمس کے دِن کو قابلِ تعظیم سمجھ کر کافروں کو مبارکباد دینے والے لوگوں پر حکمِ کفر ہے۔

☆ کُفّار کے میلوں، تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور جلوسِ مذہبی کی شان و شوکت بڑھانا کُفر ہے۔

☆ ضروریاتِ دین کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔

☆ جس شخص نے گناہِ کبیرہ کئے ہوں اور توبہ کئے بغیر مر گیا ہو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے وہ چاہے تو اس کو معاف کر دے اور اس کو ابتداءً جنت میں داخل کر دے اور اگر وہ چاہے تو اس کے گناہوں کے حساب سے اس کو عذاب دے اور پھر جنت میں داخل کر دے۔ لہٰذا جو شخص بھی عقیدۂ توحید و رسالت پر فوت ہوا، اس کو دوزخ کا دائمی عذاب نہیں ہوگا۔

اَلْحَدِیْثُ الثَّالِثُ ...... ایمان کامل

عَنْ	أَنَسٍ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰہِ
سے (روایت ہے)	انس	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

لَا یُؤْمِنُ	أَحَدُکُمْ	حَتّٰی	أَکُوْنَ
کوئی ایمان والا نہیں ہوسکتا	تم میں سے کوئی بھی	یہاں تک کہ	میں ہوجاؤں

أَحَبَّ	إِلَیْہِ	مِنْ	وَّالِدِہٖ
زیادہ محبوب	اس کی طرف (اسے)	سے	اس کے والدین

وَ	وَلَدِہٖ	وَالنَّاسِ	أَجْمَعِیْنَ
اور	اس کی اولاد	اور لوگ	تمام

بامحاورہ ترجمہ ﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے ماں، باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں'

شرح ﴾ ☆ جس شخص کے دِل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت بالکل نہ ہو وہ مومن نہیں اور جس کے دِل میں کمالِ محبت نہیں وہ مومن کامل نہیں۔

☆ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیادہ محبوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اونچا مانے اس طرح کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو تسلیم کرے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم واَدب بجالائے اور ہر شخص اور ہر چیز یعنی اپنی ذات، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ، اپنے عزیز واقارب اور اپنے مال واسباب پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا وخوشی کو مقدم رکھے۔

☆ مَحَبَّت کی تین قسمیں ہیں۔

محبت طبعی ﴾ محبتِ طبعی غیر اختیاری ہوتی ہے جیسے ماں باپ کی محبت، اولاد کی محبت وغیرہ۔ اس حدیث میں محبت سے طبعی محبت مراد نہیں اس لئے کہ یہ محبت اختیار سے باہر ہے اور انسان ایسی چیز کا مکلّف نہیں بنایا جاتا جو اس کے اختیار سے باہَر ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

ترجمۂ کنزالایمان : اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ (پارہ ۳، البقرۃ : ۲۸۶)

محبت عقلی ﴾ محبت عقلی اختیاری ہوتی ہے۔ محبت عقلی سے مراد یہ ہے کہ عقل، محبوب چیز کو دوسری چیزوں پر ترجیح دے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسی قسم کی محبت کرنا فرض ہے یعنی ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی ذات، اپنے ماں باپ، دیگر اقرباء اور مال و دولت کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر قربان کردے، جیسا کہ جنگِ بدر میں حضرتِ سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے کے خلاف تلوار کھینچ کر نکل آئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماموں کو قتل کردیا۔

مَحبتِ ایمانی ﴾ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بزرگی، عظمت اور احسان و مہربانی کے سبب جو محبت مومن کے دِل میں پیدا ہوتی ہے، محبتِ ایمانی کہلاتی ہے۔ محبتِ ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ مُحِبّ (محبت کرنے والا) اپنے محبوب کی تمام خواہشوں کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دے یہاں تک کہ اپنے عزیز اور خود اپنی ذات کی اغراض پر ترجیح دے۔

☆ انسان کبھی اس چیز سے محبت کرتا ہے جس سے اس کے حواس کو لذّت حاصل ہوتی ہے مثلاً حسین وجمیل صورتیں، اچھی آوازیں۔ کبھی ان چیزوں سے محبت کرتا ہے جن سے اس کی عقل کو لذت حاصل ہوتی ہے مثلاً علم و حکمت کی باتیں، تقویٰ و طہارت، علماء و متقی لوگ اور کبھی اس شخص سے محبت کرتا ہے جو اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرے اور اس سے شر اور ضرر کو دُور کرے اور چونکہ محبوبِ ربّ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محبت کئے جانے کے تمام اسباب کے ایسے جامع ہیں کہ آپ کے سوا کوئی دوسرا اس جامعیت کو نہیں پہنچ سکتا، لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مومن کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب ہونے کے مستحق ہیں اور خاص اس صورت میں زیادہ محبوب ہیں کہ آپ محبوبِ حقیقی یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں اور خدا تک پہنچانے والے اور اس کی بارگاہ میں عزت و عظمت والے ہیں۔

اَلْحَدِیْثُ الرَّابِعُ ...... گمراہوں سے بچو!

عَنْ	أَبِیْ هُرَیْرَةَ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ
سے (روایت ہے)	ابوہریرہ	کہا(انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

یَکُوْنُ	فِیْ	اٰخِرِ الزَّمَانِ	دَجَّالُوْنَ	کَذَّابُوْنَ
ہوں گے	میں	آخری زمانہ	فریب دینے والے	جھوٹ بولنے والے

یَاْتُوْنَکُمْ	مِنَ الْاَحَادِیْثِ	بِمَا	لَمْ تَسْمَعُوْٓا اَنْتُمْ
لائیں گے تمہارے پاس	باتیں	وہ جو	نہیں سنی ہوں گی تم نے

وَلَآ	اٰبَاءُکُمْ	فَاِیَّاکُمْ	وَاِیَّاهُمْ
اور نہ	تمہارے باپ دادا نے	تو بچو تم (ایسے لوگوں سے)	اور دور رہیں وہ

لَا یُضِلُّوْنَکُمْ	وَ	لَا یَفْتِنُوْنَکُمْ
نہ گمراہ کردیں وہ تم کو	اور	نہ فتنے میں ڈالیں وہ تم کو

با محاورہ ترجمہ﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ' آخری زمانے میں (ایک گروہ) فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے، تو ایسے لوگوں سے بچو اور انہیں اپنے قریب نہ آنے دو تا کہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔'

شرح﴾ ☆ جن لوگوں کے عقائد فاسد ہوں اس حدیث میں ان سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے اگر چہ یہ فاسد عقائد رکھنے والے بظاہر علماء، صلحاء اور مسلمانوں کے خیر خواہ نظر آتے ہوں کہ ایسوں کی صحبت و قربت مسلمان کو ایمان جیسی انمول دولت سے محروم کردیتی ہے۔

☆ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن دجالوں کے آخری زمانے میں پیدا ہونے کی خبر دی تھی موجودہ زمانے میں ان کے مختلف گروہ پائے جاتے ہیں۔

ان میں ایک گروہ وہ ہے جو اپنے آپ کو اہلِ قرآن کہتا ہے، سب حدیثوں کا اِنکار کرتا ہے بلکہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کا بھی منکر ہے جبکہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے،

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

ترجمۂ کنزالایمان : اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (پارہ ۵، النساء : ۵۹)

ان میں ایک گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔اس شخص یعنی مرزا نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں نہایت بے باکی کے ساتھ گستاخیاں کیں، خصوصاً حضرتِ عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ الصلوۃ والسلام اوران کی والدہ ماجدہ، طیبہ، طاہرہ، صدیقہ سیدہ مریم کی شان میں۔خود مدعی نبوت بننا کافر ہونے اور ابدالآباد جہنم میں رہنے کیلئے کافی تھی مگر اس نے اتنی ہی بات پر اکتفا نہ کیا بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تکذیب وتوہین کا وبال بھی اپنے سر لیا اور یہ صدہا کفر کا مجموعہ ہے کہ ہر نبی کی تکذیب مستقلاً کفر ہے اگر چہ باقی انبیاء ودیگر ضروریات کا قائل بنتا ہو بلکہ کسی ایک نبی کی تکذیب سب کی تکذیب ہے۔

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خَاتَمَ النَّبِیِّیْن ہونے کے بارے میں قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

ترجمۂ کنزالایمان : محمد تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

(پارہ ۲۲، الاحزاب : ۴۰)

اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیثِ پاک میں فرمایا، اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لاَ نَبِیَّ بَعْدِی 'یعنی میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوگا۔' یعنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر نبیوں کی پیدائش کا سلسلہ ختم ہے اب آپ کے بعد کوئی نیا نبی ہرگز نہیں پیدا ہوگا۔

ان میں ایک گروہ وہ ہے جسے وہابی دیوبندی کہا جاتا ہے۔ یہ گروہ (فرقہ) ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا۔ علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے اسے خارجی بتایا۔ اس گروہ کے عقائد میں اللہ اور اس کے رسول کی شان میں گستاخیاں بھری ہوئی ہیں۔

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ جیسا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے ایسا علم تو بچوں، پاگلوں اور جانوروں کو بھی حاصل ہے۔ جیسا کہ اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب 'حفظ الایمان، ص ۷' پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے کُل علمِ غیب کا اِنکار کرتے ہوئے صِرف بعض علمِ غیب کو ثابت کیا پھر بعض علمِ غیب کے بارے میں یوں لکھا کہ 'اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔'

اگر عام عالمِ دین کے علم کو بھی پاگل اور جانوروں کے علم کے مشابہ کہا جائے تو اس کو ایذا پہنچے گی تو ان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اس تشبیہ سے کس قدر ایذا پہنچی ہوگی جن کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ہے، جس کا احترام اتنا زیادہ ہے کہ اگر ان کی آواز پر آواز اونچی ہو جائے تو سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضور آخر الانبیاء نہیں ہیں آپ کے بعد دوسرا نبی ہو سکتا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند نے اپنی کتاب 'تحذیر الناس، ص ۳۳' پر لکھا ہے، 'اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔'

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ شیطان اور ملک الموت کے علم سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم کم ہے جو شخص شیطان اور ملک الموت کیلئے وسیع علم مانے وہ مومن مسلمان ہے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم وسیع اور زائد ماننے والا مشرک و بے ایمان ہے، جیسا کہ اس گروہ کے پیشوا خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب 'براہینِ قاطعہ، ص ۵۱' میں لکھا ہے کہ 'شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نصِ قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔'

مذکورہ بالا عقیدوں کے علاوہ اس گروہ کے اور بھی بہت سے کفریہ عقائد ہیں اس لئے مکہ معظمہ، مدینۂ طیبہ، ہند، سندھ، بنگال، پنجاب، برما، مدراس، گجرات، کاٹھیاواڑ، بلوچستان، سرحد اور دکن کے سینکڑوں علمائے کرام و مفتیانِ عظام نے ان لوگوں کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ (ملخصاً بہارِ شریعت، حصہ ۱، ص ۳۳؛ انوار الحدیث، ص ۷۲)

☆ جب اہلِ قبلہ میں کفر کی کوئی علامت و نشانی پائی جائے یا اس سے کوئی بات موجب کفر صادر ہو تو اسے کافر کہا جائے گا۔

اَلْحَدِيْثُ الْخَامِسُ ...... بد مذہب

عَنْ	اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ مَيْسَرَةَ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ
سے	ابراہیم بن میسرہ	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

مَنْ	وَقَّرَ	صَاحِبَ بِدْعَةٍ	فَقَدْ
جو (جس نے)	تعظیم وتوقیر کی	بدعتی (کی)	تو تحقیق

أَعَانَ	عَلٰى	هَدْمِ	الْإِسْلَامَ
مدد کی (اس نے)	پر	ڈھانے	اسلام (کے)

بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم وتوقیر کی تو اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔'

شرح﴾ ☆ بدمذہب کی تعظیم وتوقیر میں سنّت کی حقارت اور ذِلت ہے اس لئے بدمذہب کی تعظیم سے منع فرمایا گیا ہے کہ سنّت کی حقارت اسلام کی بنیاد ڈھانے تک پہنچا دیتی ہے۔

☆ بدمذہب سے کس طرح کا برتاؤ کرنا چاہئے اس کے متعلق ایک اور حدیثِ پاک میں ارشاد ہوا کہ بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مرجائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

اَلْحَدِیْثُ السّادس ...... سو شہیدوں کا ثواب

عَنْ	أَبِیْ هُرَیْرَةَ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ
سے (روایت ہے)	ابوہریرہ	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

مَنْ	تَمَسَّکَ	بِسُنَّتِیْ	عِنْدَ	فَسَادِ
جو (جس نے)	مضبوطی سے تھامے رکھا	میری سنّت پر	پاس (وقت)	خراب ہونا (بگڑنا)

أُمَّتِیْ	فَلَهٗ	أَجْرُ	مِائَةِ	شَهِیْدٍ
میری امت	تو اس کیلئے (ہے)	ثواب	سو	شہید (کا)

بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'جو شخص میری اُمّت میں (عملی یا اعتقادی) خرابی پیدا ہونے کے وقت میری سنّت پر عمل کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔'

شرح﴾ ☆ فسادِ اُمّت سے بدعت اور جہالت کا غلبہ مراد ہے۔

☆ جس طرح دِین کی بقاء کیلئے شہید کافروں سے برسرِ پیکار ہوتا ہے اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے اسی طرح بدعت و جہالت کے غلبے کے وقت سنّت پر عمل کرنے والا جاہلوں اور بدعتیوں کی طرف سے مشقت اٹھاتا اور سنّت کو زِندہ کرتا ہے اور دِین کی بقاء کا سامان کرتا ہے۔

☆ ایسا شخص جو متروک سنّتوں کو زِندہ کرتا ہے وہ اپنے لئے ثوابِ جاریہ کے دروازے کھول دیتا ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ارشاد ہے کہ جس نے میری کسی ایسی سنّت کو (لوگوں میں) رائج کیا جس کا چلن ختم ہوگیا تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر رائج کرنے والے کو ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

اَلْحَدِیْثُ السَّابِعْ ...... اچھے طریقے کی ترغیب

عَنْ	جَرِيْر	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ
سے (روایت ہے)	جریر	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

مَنْ	سَنَّ	فِي	الْإِسْلَام	سُنَّةً	حَسَنَةً
جو (جس نے)	طریقہ جاری کیا	میں	اسلام	طریقہ	اچھا

فَلَه	أَجْرُهَا	وَ	أَجْرُ	مَنْ
تو اس کیلئے (ہے)	اس (طریقہ) کا ثواب	اور	ثواب (ان کا)	جو (جنہوں نے)

عَمِلَ	بِهَا	مِنْ	بَعْدِهِ	مِنْ غَيْر
عمل کیا	اس (طریقہ) پر	سے	اس کے بعد	بغیر اس سے

أَنْ يُنْقَصَ	مِنْ	أُجُوْرِهِمْ	شَيْءٌ	وَ	مَنْ
کہ کمی ہو	سے	ان کے ثواب	کوئی چیز	اور	جو (جس نے)

سَنَّ	فِي	الْإِسْلَامِ	سُنَّةً	سَيِّئَةً	كَانَ
طریقہ جاری کیا	میں	اسلام	طریقہ	بُرا	ہوگا

عَلَيْهِ	وِزْرُهَا	وَ	وِزْرُ	مَنْ	عَمِلَ
اس پر	اس (طریقہ) کا گناہ	اور	گناہ (ان کا)	جو (جنہوں نے)	عمل کیا

بِهَا	مِنْ	بَعْدِهِ	مِنْ غَيْر	أَنْ يُنْقَصَ
اس (طریقہ) پر	سے	اس کے بعد	بغیر اس سے	کہ کمی ہو

مِنْ	أَوْزَارِهِمْ	شَيْء
سے	ان کے گناہوں	کوئی چیز

بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’جو اسلام میں کسی اچھے طریقے کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا بھی ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقے پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی اور جب مذہب اسلام میں کسی بُرے طریقے کو رائج کرے گا تو اس شخص پر اس کے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقے پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔

شرح﴾ ☆ نیک کاموں کو ایجاد کرنا مستحب اور بُرے کاموں کو ایجاد کرنا حرام ہے۔

☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم سے قیامت تک مسلمان جو نیک عمل کرتے رہیں گے ان تمام مسلمانوں کی تمام نیکیوں کا اجر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کیا جائے گا اور یہ اتنا اجر ہے جس کی مقدار حد اور حساب سے باہر ہے۔

☆ محفلِ میلاد، بزرگانِ دین کیلئے معروف تاریخوں میں ایصالِ ثواب، فوت شدہ رشتہ داروں کیلئے سوئم اور چہلم کا ایصالِ ثواب۔ ان تمام نیک کاموں کی اصل اسی حدیث میں ہے کیونکہ صدقہ و خیرات کرنے اور بزرگانِ دین اور عام مسلمانوں کو ایصالِ ثواب کی اصل شریعت میں ثابت ہے، اس لئے معروف دِنوں میں ایصالِ ثواب کرنا بھی جائز ہے اور بدعتِ حسنہ ہے البتہ ان تاریخوں کو ضروری خیال کرنا صحیح نہیں ہے۔

اَلْحَدِیْثُ الثَّامِنُ ...... بدعت

رَسُوْلُ اللّٰہِ	قَالَ	قَالَ	جَابِر	عَنْ
اللہ کے رسول (نے)	فرمایا	کہا (انہوں نے)	جابر	سے (روایت ہے)

اللّٰہِ	کِتَابُ	خَیْرَ الْحَدِیْثِ	فَاِنَّ	أَمَّا بَعْدُ
اللہ (کی)	کتاب	بہتر کلام (ہے)	بیشک	بعد (حمدِ الٰہی کے)

وَشَرُّ الْاُمُوْر	مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)	ھُدی	وَخَیْرَ الْھُدی
اور بدترین کام	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم کا)	ہدایت (راستہ)	اور بہترین ہدایت

ضَلَالَۃٌ	بِدْعَۃٍ	وَکُلُّ	مُحْدَثَاتُھَا
گمراہی (ہے)	بدعت	اور تمام	نیا کام (جس کا ثبوت کتاب وسنت میں نہ ہو)

بامحاورہ ترجمہ﴿ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (غالباً ایک خطبہ میں) فرمایا کہ 'بعد حمدِ الٰہی کے معلوم ہونا چاہئے کہ سب سے بہتر کلام کتاب اللہ اور بہترین راستہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا راستہ ہے اور بدترین چیزوں میں وہ ہے جسے نیا نکالا گیا اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'

شرح﴿ ☆ یہاں بدعت سے بدعتِ سیئہ مراد ہے۔یعنی کُلُّ بِدْعَۃ سَیِّـئَۃ ضَلَالَۃٌ ہر وہ نیا کام جو قرآنِ پاک، حدیث شریف، آثارِ صحابہ یا اجماعِ اُمّت کے خلاف ہو وہ بدعتِ سیئہ اور گمراہی ہے اور جو نیا اچھا کام ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو وہ کام مذموم نہیں ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کی جماعت قائم ہونے کے وقت فرمایا نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ 'کیا ہی اچھی بدعت ہے۔'

☆ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) واجب (۲) مستحب (۳) مباح (٤) مکروہ (٤) حرام

(۱) واجب﴿ اس نئی چیز میں کوئی مصلحت (منفعت) ہو تو وہ واجب ہے، جیسے علمِ صَرف ونحو وغیرہ کی تعلیم وتدریس اور اہلِ باطل کا رد۔ اگرچہ یہ علوم عہدِ رسالت میں موجود نہ تھے لیکن قرآن وسنت اور دِین کو سمجھنے کیلئے اب ان کی تعلیم اور تدریس واجباتِ دینیہ میں سے ہے اسی طرح جو باطل فرقے اُس زمانے میں ظاہر نہیں ہوئے تھے بلکہ بعد میں جو موجود ہوئے ان کی تردید آج کل کے علماء پر واجب ہے، اس لئے کہ ان کے عقائدِ باطلہ سے شریعت کی حفاظت فرضِ کفایہ ہے۔

(۲) مستحب﴾ وہ چیزیں جن میں لوگوں کی بھلائی، بہترین اور فائدہ ہو تو وہ مستحب ہے، جیسے سراؤں (مسافر خانوں) کی تعمیر تاکہ مسافر وہاں آرام سے رات بسر کر سکیں اور عام مدارس کا قیام تاکہ علم کی روشنی ہر سو پھیلے۔

(۳) مباح﴾ جیسے کھانے پینے میں وسعت اور فراخی، اچھا لباس پہننا، آٹا چھان کر استعمال کرنا، یہ مباحاتِ شرعیہ ہیں۔ اگرچہ عہدِ رسالت میں اَن چھنے آٹے کی روٹی استعمال ہوتی تھی، سرکار خود بھی اَن چھنے آٹے کی روٹی تناول فرمایا کرتے لیکن اگر کوئی شخص آٹا چھان کر روٹی پکاتا ہے تو یہ اس کیلئے مباح ہے۔

(٤) مکروہ﴾ وہ کام جس میں اسراف ہو جیسے شافعیوں کے نزدیک قرآن پاک کی زینت اور مساجد کا نقش و نگار اور حنفیوں کے نزدیک یہ بلا کراہت جائز ہے۔

(۵) حرام﴾ ایسا فعل جو قرآن و سنت، آثارِ صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو۔

☆ امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے رسالے سے بدعتِ حسنہ کی بارہ مثالیں:۔

﴿۱﴾ قرآنِ پاک پر نقطے اور اعراب حجاج بن یوسف نے ۹۵ھ میں لگوائے۔

﴿۲﴾ اسی نے قرآنِ پاک کو ۳۰ پاروں میں تقسیم کیا۔ ہر پارے کو رُبع، نصف اور ثلث وغیرہ میں تقسیم کیا۔

﴿۳﴾ اسی نے ختمِ آیات پر علامت کے طور پر نقطے لگائے۔

﴿٤﴾ مسجد کے وسط میں امام کے کھڑے رہنے کیلئے طاق نُما محراب ولید مروانی کے دَور میں سیّدنا عمر بن عبد العزیز نے ایجاد کیا، آج کوئی مسجد اس سے خالی نہیں۔ ﴿۵﴾ چھ کلمے ﴿٦﴾ علمِ صرف و نحو ﴿۷﴾ علمِ حدیث اور احادیث کی اقسام ﴿۸﴾ درسِ نظامی ﴿۹﴾ زبان سے نماز کی نیت ﴿۱۰﴾ ہوائی جہاز کے ذَریعے سفرِ حج ﴿۱۱﴾ شریعت (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) و طریقت (قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی) کے چار سلسلے ﴿۱۲﴾ جدید سائنسی ہتھیاروں کے ذریعے جہاد۔

﴿رسائلِ عطاریہ، حصہ اوّل، ص ٥٤﴾

اَلْحَدِیْثُ التَّاسِع ...... تکلیف اور گناہوں کا مٹنا

عَنْ	أَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِی	عَنِ	النَّبِیِّ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)	قَالَ
سے	ابوسعید خدری	سے	نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)	فرمایا

مَا یُصِیْبُ	الْمُسْلِمُ	مِنْ نَصَبٍ	وَلَا وَصَبٍ
نہیں پہنچتی ہے	مسلمان (کو)	کوئی دکھ	اور نہ کوئی بیماری

وَلَا ھَمٍّ	وَلَا حُزْنٍ	وَلَا أَذًی	وَلَا غَمٍّ
اور نہ کوئی فکر، غم	اور نہ کوئی ملال، تکلیف	اور نہ کوئی اذیت	اور نہ کوئی غم، ملال

حَتّٰی الشَّوْکَۃِ	یُشَاکُھَا	اِلَّا	کَفَّرَ
یہاں تک کہ کانٹا	جو چبھتا ہے اسے	مگر	مٹایا (مٹاتا ہے)

اللّٰہُ	بِھَا	مِنْ	خَطَایَاہُ
اللہ	ان (مصیبتوں) کے سبب	سے	اس (مسلمان) کی خطائیں

﴿بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'مسلمان کو کوئی رنج، کوئی دُکھ، کوئی فکر، کوئی تکلیف، کوئی اذیّت اور کوئی غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ کانٹا جو اسے چبھے مگر اللہ تعالیٰ ان کے سبب اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

﴿شرح﴾ ☆ اس حدیث میں مسلمانوں کیلئے عظیم بشارت ہے کہ بظاہر تکلیف، حقیقت میں بہت بڑی نعمت ہے، جس سے مومن کو ابدی راحت وآرام کا بہتر بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے۔

☆ تکلیفوں اور پریشانیوں میں شکوہ وشکایت کی بجائے صبر سے کام لینا چاہئے۔

☆ کسی مصیبت یا صدمے کی ابتداء سے ہی صبر کرنا زِیادہ ثواب کا موجب ہے کہ مصیبت یا صدمہ خواہ کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو، رفتہ رفتہ صبر آ ہی جاتا ہے۔ حدیثِ قُدسی میں اللہ عزوجل فرماتا ہے، اے ابنِ آدم! اگر تو اوّل صدمے کے وَقت صبر کرے اور ثواب کا طالب ہو تو میں تیرے لئے جنّت کے سوا کسی ثواب پر راضی نہیں۔

اَلحَدِيثُ العَاشِرُ ...... بخار کی برکتیں

عَنْ	أَبِیْ هُرَیْرَةَ	قَالَ	ذُكِرَتْ
سے (روایت ہے)	ابوہریرہ	کہا (انہوں نے)	ذکر کیا گیا

اَلْحُمّٰی	عِنْدَ	رَسُوْلِ اللّٰهِ	فَسَبَّهَا
بخار	پاس (وقت)	اللہ کے رسول (کے)	تو بُرا کہا اس (بخار) کو

رَجُلٌ	فَقَالَ	النَّبِیُّ	لَا تَسُبَّهَا
ایک شخص (نے)	تو فرمایا	نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے	نہ بُرا کہو اس (بخار) کو

فَإِنَّهَا	تُنْقِی	الذُّنُوْبَ	كَمَا
کہ بیشک یہ (بخار)	صاف (پاک) کرتا ہے	گناہوں (سے)	جیسے

تُنْقِی	النَّارُ	خَبَثَ	الْحَدِيْدِ
صاف (پاک) کرتی ہے	آگ	میل	لوہا (کا)

بامحاورہ ترجمہ﴿ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور بخار کا ذکر کیا گیا تو ایک شخص نے بخار کو بُرا کہا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'بخار کو بُرا نہ کہو اس لئے کہ وہ (مومن کو) گناہوں سے اس طرح پاک کردیتا ہے جیسے آگ لوہے کے میل کو صاف کردیتی ہے۔'

شرح﴿ ☆ بخار کے علاج سے منع نہیں کیا گیا بلکہ بخار کو بُرا کہنے سے منع کیا گیا ہے۔

☆ امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب سے بخار کے پانچ مدنی علاج

﴿۱﴾ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ...... ترجمۂ کنزالایمان: نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ ٹھٹھر (یعنی سردی)' (پ ۲۹، الدھر ۱۳) یہ آیتِ کریمہ سات بار (اوّل آخر ایک بار دُرود شریف) پڑھ کر دَم کیجئے اِن شاءَ اللہ عزوجل بخار کی شِدّت میں نمایاں کمی محسوس ہوگی اور مریض سکون محسوس کرے گا۔ (ترجمہ پڑھنے کی ضرورت نہیں)

﴿۲﴾ حضرتِ سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، سورۃُ الفاتحہ چالیس بار (اوّل آخر ایک بار دُرود شریف) پڑھ کر پانی پر دَم کرکے بخار والے کے مُنہ پر چھینٹے ماریئے اِن شاءَ اللہ عزوجل بخار چلا جائے گا۔

﴿۳﴾ سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بخار تھا تو حضرتِ سیّدنا جبرئیلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دُعا پڑھ کر دَم کیا تھا، بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُّؤْذِيْكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ ...... ترجمہ: اللہ عزوجل کے نام سے آپ پر دَم کرتا ہوں ہر اُس بیماری کیلئے جو آپ کو ایذا دیتی ہے اور دوسرے کے شر اور حسد کرنے والوں کی بُری نظر سے۔ اللہ عزوجل آپ کو شِفا عطا فرمائے۔ میں آپ پر اللہ عزوجل کے نام سے دَم کرتا ہوں۔ (مسلم، ص ۱۲۰۲، رقم الحدیث ۲۱۸۶) بخار کے مریض کو صِرف عَرَبی میں دعا (اوّل آخر ایک بار دُرود شریف) پڑھ کر دَم کردیجئے۔

﴿٤﴾ بخار والا بکثرت بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ پڑھتا رہے۔

﴿٥﴾ حدیثِ پاک میں ہے، جب تم میں سے کسی کو بخار آجائے تو اُس پر تین دِن تک صبح کے وقت ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے جائیں۔ (المستدرک للحاکم، ج ۴، ص ۲۲۳، رقم الحدیث ۷۴۳۸) ﴿ بحوالہ: فیضانِ بسم اللہ، ٦٤ ﴾

اَلْحَدِیْثُ الْحَادِیْ عَشَر ...... صبر، مصیبت اور مرتبۂ کمال

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِنِ السُّلَمِی	عَنْ أَبِیْہِ	عَنْ جَدِّہٖ	قَالَ
محمد بن خالد سلمی سے (روایت ہے)	(وہ) اپنے والد سے	(وہ) اپنے دادا سے	فرمایا

رَسُوْلُ اللّٰہُ	اِنَّ	الْعَبْدَ	اِذَا	سَبَقَتْ
اللہ کے رسول (نے)	بیشک	بندہ	جب	مقدر ہوتی ہے

لَہٗ	مِنَ اللّٰہِ	مَنْزِلَۃٌ	لَمْ یَبْلُغْھَا
اس (بندے) کیلئے	اللہ کی طرف سے	منزلت، مرتبہ	نہیں پہنچا وہ اس (مرتبہ) تک

بِعَمَلِہٖ	ابْتَلَاہُ	اللّٰہُ	فِیْ جَسَدِہٖ
اپنے عمل سے	آزمائش میں مبتلا کرتا ہے اس (بندے) کو	اللہ	اس (بندے) کے جسم میں

أَوْ	فِیْ مَالِہٖ	أَوْفِیْ وَلَدِہٖ	ثُمَّ	صَبَّرَہٗ
یا	اس کے مال میں	یا اس کی اولاد میں	پھر	صبر عطا فرماتا ہے اس (بندے) کو

عَلٰی	ذٰلِکَ	حَتّٰی	یُبْلِغَہٗ	الْمَنْزِلَۃَ
پر	اس (آزمائش)	یہاں تک کہ	پہنچا دیتا ہے (اللہ) اس (بندے) کو	مرتبہ

الَّتِیْ	سَبَقَتْ	لَہٗ	مِنَ اللّٰہِ
وہ (مرتبہ) جو	مقدر ہو چکا ہے	اس (بندے) کیلئے	اللہ کی طرف سے (علمِ الٰہی میں)

بامحاورہ ترجمہ﴿ حضرت محمد بن خالد سلمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'بندہ کیلئے علمِ الٰہی میں جب کوئی مرتبۂ کمال مقدر ہوتا ہے اور وہ اپنے عمل سے اس مرتبے کو نہیں پہنچتا تو اللہ عزوجل اس کے جسم یا مال یا اولاد پر مصیبت ڈالتا ہے پھر اس پر صبر عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اسے اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے لئے علمِ الٰہی میں مقدر ہو چکا ہے۔

شرح﴿ ☆ اللہ عزوجل کی فرمانبرداری اور مصیبت پر صبر، درجات کی بلندی کا موجب ہوا کرتی ہے۔ مثنوی شریف میں ہے ایک عورت کے بیس بیٹے تھے بقضائے الٰہی سے ہر ایک بیٹا جوانی کی عمر میں فوت ہونا شروع ہوا اور یوں بیسوں کا انتقال ہو گیا اور وہ عورت صابرہ رہی۔ ایک رات خواب میں اس عورت نے خود کو نہایت حسین باغ میں دیکھا جس میں بیشمار محلات تھے، ہر ایک محل پر اس کے مالک کا نام درج تھا، ایک نہایت نفیس محل پر اپنا نام دیکھ کر اندر داخل ہوئی تو اپنے بیسوں بیٹوں کو وہاں عیش و آرام میں پایا۔ ماں کو دیکھ کر ایک بیٹا بولا، ماں! ہم اپنے ربّ کے پاس نہایت آرام سے ہیں۔ پکارنے والے نے پکارا کہ اے مومنہ! تیرا مقام یہ ہے مگر تیرے اعمال تجھے یہاں تک نہیں پہنچا سکتے تھے اس لئے تجھے بیس غم دیئے گئے یہ بیس غم اس منزل کی بیس سیڑھیاں تھیں جن کو تو نے ربّ تعالیٰ کے کرم سے طے کر لیا، اب تیرے لئے خوشی ہی خوشی ہے۔ (بحوالہ رسائل نعیمیہ، ص ۳۴۰)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِیْکٍ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰہِ
جابر بن عتیک سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

اَلشَّھَادَۃُ	سَبْعٌ	سِوَی	الْقَتْلِ	فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
شہادت	سات (ہیں)	علاوہ	قتل (کے)	اللہ کی راہ میں

اَلْمَطْعُوْنُ	شَھِیْدٌ	وَالْغَرِیْقُ	شَھِیْدٌ
طاعون زدہ (ہوکر مرے)	شہید (ہے)	اور ڈوب کر مرے	شہید (ہے)

وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ	شَھِیْدٌ
اور جوذات الجنب (سینے کی جھلی میں سوزش جس کے ساتھ اکثر بخار اور سانس کی دشواری ہوتی ہے) میں مرے	شہید (ہے)

وَالْمَبْطُوْنَ	شَھِیْدٌ	وَصَاحِبُ الْحَرِیْقِ	شَھِیْدٌ
اور پیٹ کی بیماری میں مرے	شہید (ہے)	اور آگ میں جل کر مرے	شہید (ہے)

وَالَّذِیْ	یَمُوْتُ	تَحْتَ الْھَدَمِ	شَھِیْدٌ
اور وہ جو	مرتا ہے (مرے)	عمارت کے نیچے دب کر (مرے)	شہید (ہے)
اَلْمَرْأَۃُ	تَمُوْتُ	بِجُمْعٍ	شَھِیْدٌ
جو (عورت)	مرتی ہے (مرے)	بچے کی پیدائش میں	شہید (ہے)

بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ عزوجل کی راہ میں قتل کے علاوہ سات شہادتیں اور ہیں۔ جو طاعون میں مرے شہید ہے، جو ڈوب کر مرے شہید ہے، جوذات الجنب (نمونیہ) میں مرے شہید ہے، جو پیٹ کی بیماری میں مرے شہید ہے، جو آگ میں جل جائے شہید ہے، جو عمارت کے نیچے دب کر مرے شہید ہے اور جو عورت بچے کی پیدائش کے وقت مرے شہید ہے۔

شرح﴾ ☆ یہاں شہادت سے شہادتِ حکمی مراد ہے، یعنی انہیں شہادتوں کا ثواب ملتا ہے۔

☆ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سات سے بھی زائد ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں۔

﴿۱﴾ بخار سے مرا ﴿۲﴾ مال یا ﴿۳﴾ جان یا ﴿۴﴾ اہل یا کسی ﴿۵﴾ حق کے بچانے میں قتل کیا گیا ﴿۶﴾ کسی درندے نے پھاڑ کھایا ﴿۷﴾ کسی موذی جانور کے کاٹنے سے مرا ﴿۸﴾ علم کی طلب میں مرا ﴿۹﴾ جو باطہارت سویا اور مرگیا ﴿۱۰﴾ جو سچے دل سے یہ سوال کرے کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں ﴿۱۱﴾ جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سو بار دُرود پاک پڑھے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۹۳)

اَلْحَدِیْثُ الثَّالِثَ عَشَرَ ...... عیادت کی برکتیں

عَنْ عَلِی	قَالَ	سَمِعْتُ	رَسُوْلُ اللّٰهِ
حضرت علی سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	میں نے سنا	اللہ کے رسول (کو)

یَقُوْلُ	مَا	مِنْ مُسْلِمٍ	یَعُوْدُ
فرماتے ہوئے	نہیں ہے	کوئی مسلمان	(جو) عیادت کرتا ہے

غُدْوَةً	اِلَّا	صَلّٰی	عَلَیْهِ
صبح کے وقت	مگر	مغفرت کی دعا کرتا ہے (کرتے ہیں)	اس (مسلمان) پر

سَبْعُوْنَ اَلْفَ	مَلَكٍ	حَتّٰی	یُمْسِیَ	وَاِنْ
ستر ہزار	فرشتے	یہاں تک کہ	شام کا وقت داخل ہوتا ہے	اور اگر

عَادَهٗ	عَشِیَّةً	اِلَّا	صَلّٰی
وہ عیادت کرتا ہے (مریض کی)	شام کے وقت	مگر	مغفرت کی دعا کرتے ہیں

عَلَیْهِ	سَبْعُوْنَ اَلْفَ	مَلَكٍ	حَتّٰی	یُصْبِحَ
اس (مسلمان) پر	ستر ہزار	فرشتے	یہاں تک کہ	صبح کا وقت داخل ہوتا ہے

وَکَانَ	لَهٗ	خَرِیْفٌ	فِی الْجَنَّةِ
اور ہوگا	اس (مسلمان) کیلئے	ایک باغ	جنت میں

بامحاورہ ترجمہ﴿ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ 'جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کیلئے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو شام کے وقت عیادت کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کیلئے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اس کیلئے جنت میں ایک باغ ہے۔

شرح﴿ ☆ مریض کی عیادت کرنا سنت ہے، خواہ مریض معروف ہو یا اجنبی، قریب ہو یا بعید۔

☆ عیادت کے آداب میں سے یہ ہے کہ مریض کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھے جس سے مریض تنگ ہو یا مریض کے گھر والوں کو حرج ہو۔ مریض کو اس کی تکلیف پر صبر کی تلقین کرے اور تسلی آمیز کلمات کہے اس کے سامنے ایسی باتیں کرے جس سے وہ خوش ہو اور اس کا دل بہلے۔ اس کو توبہ و استغفار اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کیلئے کہے اور حالتِ مرض نماز پڑھنے اور جو عبادات وہ کر سکتا ہو ان عبادات کی تلقین کرے۔ مریض کو وہ احادیث سنائے جن میں یہ ذکر ہے کہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ اگر مریض غریب ہو تو اس کے علاج کیلئے حسبِ حیثیت کچھ رقم نذر کرے اور مرض کی وجہ سے اپنے جن دُنیاوی کاموں اور ذمہ داریوں کو پورا نہ کر سکے اس میں بھی حتی المقدور تعاون کرے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاس	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ
ابن عباس سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

مَا	مِنْ مُسْلِمٍ	يَعُوْدُ	مُسْلِماً
نہیں ہے	کوئی مسلمان	(جو) عیادت کرتا ہے	کسی مسلمان (کی)

فَيَقُوْلُ	سَبْعَ مَرَّاتٍ	أَسْأَلُ	اللّٰهَ
اور کہتا ہے	سات بار	میں سوال کرتا ہوں	اللہ (سے)

الْعَظِيْمَ	رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ	أَنْ	يَشْفِيَكَ
عظمت و بزرگی والا	عرشِ عظیم کا مالک	کہ	وہ (اللہ) شفا دے تجھ کو

إِلَّا	شُفِيَ	إِلَّا	أَنْ يَكُوْنَ قَدْ حَضَرَ	أَجَلُهٗ
مگر	شفا دی جائے گی	سوائے	اس کے کہ آ جائے	اس کا وقت (موت)

بامحاورہ ترجمہ﴿ حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے اور سات بار یہ دُعا پڑھے، **أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَشْفِيَكَ** 'اللہ بزرگ و برتر سے دعا کرتا ہوں جو عرشِ عظیم کا مالک ہے کہ تجھے شفا بخشے۔' اگر موت کا وقت نہیں آگیا ہے تو اسے ضرور شفا ہوگی۔

شرح﴿ ☆ ایک اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب آپ کسی مریض کی عیادت کرتے تو یہ فرماتے، **لَا بَأْسَ طُهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ** 'یعنی کوئی بات نہیں ان شاء اللہ یہ مرض تمہیں گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔'

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ
ابوہریرہ سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

مَآ اَنْزَلَ	اللّٰهُ	دَآءً	اِلَّا
نہیں اُتاری (پیدا کی)	اللہ (نے)	کوئی بیماری	مگر

اَنْزَلَ	لَهٗ	شِفَآءً
اُتاری ہے (پیدا کی ہے)	اس (بیماری) کیلئے	شِفاء

﴿بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں فرمائی جس کیلئے شِفا (یعنی دوا) نہ اتاری ہو۔

﴿شرح﴾ ☆ صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

دوا یعنی علاج کرنا جائز ہے جبکہ یہ اعتقاد ہو کہ شافی اللہ تعالیٰ ہے اس نے دوا کا ازالۂ مرض کیلئے سبب بنادیا ہے اور اگر دوا ہی کو شفاء دینے والا سمجھتا ہو تو ناجائز ہے۔ (اسلامی اخلاق و آداب، ص ۱۵۸)

☆ صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ انگریزی دوائیں بکثرت ایسی موجود ہیں جن میں اسپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔ (اسلامی اخلاق و آداب، ص ۱۵۹)

لیکن فی زمانہ علمائے اہلسنّت کا فیصلہ یہ ہے کہ اس عہد میں انگریزی وہ دوائیں جن میں الکوحل وغیرہ ملی ہوئی ہو، ان کا استعمال عمومِ بلویٰ (وہ امر جس کے کرنے پر لوگ مجبور ہوگئے ہوں اور نہ کرنے پر حرج و دشواری میں پڑجائیں) کی حد تک پہنچ چکا ہے لہٰذا اس کے استعمال کی بوجہ عمومِ بلویٰ و دفعِ حرج کیلئے اجازت ہے البتہ یہ اجازت صرف انہیں صورتوں کیساتھ خاص ہے جن میں ابتلاء عام اور حرج محقق ہے۔ (ملخصاً صحیفۂ فقہ اسلامی، ص ۳۰، فرید بُک اسٹال)

(یعنی اگر اس کی متبادل دوا موجود ہو تو الکوحل آمیز دواؤں سے پرہیز کرنا چاہئے۔)

اَلْحَدِيْثُ السَّادِس عشر...... تعویذ

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِی	قَالَ	كُنَّا نَرْقِی
عوف بن مالک اشجعی سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	ہم دَم کرتے تھے

فِی الْجَاهِلِيَّةِ	فَقُلْنَا	يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
(زمانہ) جاہلیت میں	تو ہم نے پوچھا	اے اللہ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

كَيْفَ تَرٰی	فِیْ ذٰلِكَ؟	فَقَالَ
کیسا (کیا) ارشاد فرماتے ہیں	اس (بارے) میں؟	تو فرمایا (سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے)

أَعْرِضُوْا	عَلَیَّ	رُقَاكُمْ	لَا بَاْسَ
تم سب پیش کرو	مجھ پر	اپنے دَم (کے کلمات)	کوئی حرج نہیں

بِالرُّقٰی	مَا لَمْ يَكُنْ	فِيْهِ	شِرْكٌ
دَم (میں)	جب تک نہ ہو	اس (دم) میں	شرک (شرکیہ کلمات)

بامحاورہ ترجمہ ﴾ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے (اسلام لانے کے بعد) ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان منتروں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے منتر مجھے سناؤ۔ ان منتروں میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ ان میں شرک نہ ہو۔

شرح ﴾ ☆ جن منتروں میں جنّ وشیاطین کے نام نہ ہوں اور ان کے معنیٰ سے کفر لازم نہ آتا ہو تو ایسے منتروں کو پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

☆ علمائے سلف نے فرمایا کہ جس منتر کا معنیٰ معلوم نہ ہو اسے نہیں پڑھ سکتے لیکن جو شارع علیہ السلام سے صحیح طور پر منقول ہو اسے پڑھ سکتے ہیں اگرچہ اس کا معنیٰ معلوم نہ ہو۔

☆ گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے جبکہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ یا ادعیہ سے تعویذ کیا جائے اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں، جو زمانہ جاہلیت میں کئے جاتے تھے۔ اسی طرح تعویذات اور آیات واحادیث وادعیہ کو رِکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیتِ شفا پلانا بھی جائز ہے۔ جُنب وحائض ونُفساء بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں، بازو پر باندھ سکتے ہیں جبکہ غلاف میں ہوں۔ (اسلامی اخلاق و آداب، ص ۷۳)

اَلْحَدِیْثُ السابع عشر ...... لذّتوں کو ختم کرنے والی چیز

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ
ابوہریرہ سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

أَكْثِرُوْا ذِكْرَ	هَاذِمِ	اللَّذَّاتِ	الْمَوْتَ
اکثر و بیشتر یاد کرو	ختم کر دینے والی	لذتوں (کو)	موت

بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز (یعنی موت) کو اکثر و بیشتر یاد کرو۔'

شرح﴾ ☆ موت کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل میں خدا تعالیٰ کا خوف و خشیت ہو اور اسی کے حکم کے مطابق عمل ہو نیز توبہ و استغفار کرے اور آخرت کے نفع کو دنیا کے نفع پر ترجیح دے۔

☆ بغیر عمل کے موت کو یاد کرنا اور اس کا چرچا کرنا کوئی چیز نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا دل کی سختی کا سبب ہو سکتا ہے۔

اَلْحَدِیْثُ الثَّامِنَ عَشَر ...... موت کی آرزو ؟

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰہِ
ابوہریرہ سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

لَا یَتَمَنّٰی	أَحَدُکُمُ	الْمَوْتَ	اِمَّا
آرزو نہ کرے	تم میں سے کوئی بھی	موت (کی)	یا تو

محسن	فَلَعَلَّہٗ	أَنْ یَّزْدَادَ	خَیْرًا
نیکی کرنے والا	ممکن ہے (شاید)	کہ زیادہ ہو	نیکی، بھلائی

وَاِمَّا	مُسِیْئًا	فَلَعَلَّہٗ	یَسْتَعْتِبَ
اور یا تو	برائی کرنے والا	ممکن ہے (شاید)	راضی کرلے (اللہ کو)

بامحاورہ ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم میں کوئی موت کی آرزو نہ کرے (اسلئے کہ) وہ یا تو نیکوکار ہوگا تو ممکن ہے اس کے نیک عمل میں زیادتی ہوجائے اور یا بدکار ہوگا تو ہوسکتا ہے کہ آئندہ توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرلے۔

شرح ☆ دُنیاوی نقصان جیسے بیماری یا غریبی وغیرہ کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے، اس لئے کہ یہ بے صبری اور تقدیرِ الٰہی سے ناراضگی کی نشانی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا کرنا نیز اس دنیا کی تنگی اور پریشانی سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ملکِ آخرت اور جنت میں پہنچنے کیلئے موت کی آرزو کرنا ایمان اور اس کے کمال کی نشانی ہے۔

☆ دینی ضرر کے خوف سے موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے۔

اَلْحَدِیْثُ التَّاسِعَ عَشَر ...... سورۃ یٰسٓ

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰہِ
معقل بن یسار سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

اِقْرَءُوْا	سُوْرَۃَ یٰسٓ	علٰی	مَوْتَاکُمْ
پڑھو تم	سورۂ یاسین شریف	پر	(اپنے) تمہارے مرنے والے

﴿با محاورہ ترجمہ﴾ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کے قریب سورۃ یٰسٓ شریف پڑھو۔

﴿شرح﴾ ☆ ظاہر مراد یہ ہے کہ موت کے وقت سورۃ یٰسٓ شریف پڑھی جائے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ موت کے بعد گھر میں پڑھی جائے یا قبر کے سرہانے پڑھی جائے۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ وَّ أَبِیْ هُرَیْرَةَ	قَالَا	قَالَ
ابوسعید اور ابوہریرہ سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا

رَسُوْلُ اللّٰهِ	لَقِّنُوْا	مَوْتَاكُمْ	لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اللہ کے رسول (نے)	تلقین کرو تم	(اپنے) تمہارے مرنے والے	کلمۂ طیبہ

بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اپنے مرنے والوں کو کلمۂ طیبہ کی تلقین کرو۔"

شرح﴾ ☆ جانکنی کی حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی ہو مرنے والے کو تلقین کریں تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے پاس بلند آواز سے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھیں مگر مرنے والے کو اس کے پڑھنے کا حکم نہ دیں کہ کہیں وہ انکار نہ کر بیٹھے۔

☆ جب مرنے والے نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کردیں۔ ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخر کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو۔

☆ موت کے وقت حیض ونفاس والی عورتیں میت کے پاس حاضر ہوسکتی ہیں۔ کوشش کریں کہ مکان میں کوئی تصویر یا کتا نہ ہو۔

☆ میت کی نزع کے وقت اپنے اور اس کے لئے دعائے خیر کرتے رہیں، کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالیں کہ اس وقت جو کہا جاتا ہے ملائکہ اس پر اٰمین کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۷۲)

عَنْ ابْنِ عَبَّاس	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰہِ
ابنِ عباس سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

اِلْبَسُوْا	مِنْ ثِیَابِکُمْ	الْبَیَاضَ	فَاِنَّھَا
پہنو تم سب	تمہارے کپڑوں میں سے	سفید	بیشک یہ (سفید کپڑے)

مِنْ خَیْرِ	ثِیَابِکُمْ	وَ کَفِّنُوْا	فِیْھَا	مَوْتَاکُمْ
بہتر	تمہارے کپڑے ہیں	اور کفناؤ تم	ان (کپڑوں) میں	(اپنے) تمہارے مرنے والے

بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’تم لوگ سفید کپڑے پہنا کرو، اسلئے کہ وہ عمدہ قسم کے کپڑے ہیں اور سفید کپڑوں میں اپنے مُردوں کو کفنایا کرو۔‘‘

شرح﴾ ☆ میّت کو کفن دینا فرضِ کفایہ ہے۔

☆ کفن کے تین درجے ہیں:۔ (۱) ضرورت (۲) کفایت (۳) سنت

مرد کیلئے کفنِ سنّت: تین کپڑے ہیں۔

﴿۱﴾ لفافہ ﴿۲﴾ اِزار ﴿۳﴾ قمیص

مرد کیلئے کفنِ کفایت: دو کپڑے ہیں۔

﴿۱﴾ لفافہ ﴿۲﴾ اِزار

عورت کیلئے کفنِ سنّت: پانچ کپڑے ہیں۔

﴿۱﴾ لفافہ ﴿۲﴾ اِزار ﴿۳﴾ قمیص ﴿٤﴾ اوڑھنی ﴿۵﴾ سینہ بند

عورت کیلئے کفنِ کفایت: تین کپڑے ہیں۔

﴿۱﴾ لفافہ ﴿۲﴾ اِزار ﴿۳﴾ اوڑھنی

یا

﴿۱﴾ لفافہ ﴿۲﴾ قمیص ﴿۳﴾ اوڑھنی

مرد وعورت کیلئے کفنِ ضرورت: کفنِ ضرورت کیلئے یہ کہ جو میسر آئے اور کم از کم اتنا ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔ (مُخَنَّث کو بھی عورتوں والا کفن دیا جائے گا)۔

﴿۱﴾ لفافہ (یعنی چادر)﴾ میت کے قد سے اتنی بڑی ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں۔

﴿۲﴾ اِزار (یعنی تہ بند)﴾ چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ اتنا چھوٹا جو بندش کیلئے زِیادہ تھا۔

﴿۳﴾ قمیص (یعنی کَفنی)﴾ گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہو، اِس میں چاک اور آستینیں نہ ہوں۔ مرد کی کَفنی کندھوں پر چیریں اور عورت کیلئے سینے کی طرف۔

﴿٤﴾ اوڑھنی﴾ تین ہاتھ کی ہونی چاہئے یعنی ڈیڑھ گز۔

﴿۵﴾ سینہ بند﴾ پِستان سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔ (بہارِ شریعت، حصّہ۴، ص۷۷)

☆ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازے کو نہ کاندھا دے سکتا ہے، نہ قبر میں اُتار سکتا ہے، نہ مُنہ دیکھ سکتا ہے، محض غلط ہے۔ صِرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ
ابن عمر سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

اُذْكُرُوْا	مَحَاسِنَ	مَوْتَاكُمْ
یاد کرو (ذِکر کرو)	خوبیاں (اچھائیں)	اپنے مُردوں (کی)

وَكُفُّوْا	عَنْ	مَسَاوِيهِمْ
اور رُکو (باز رہو)	سے	عیوب ونقائص (خرابیاں)

﴿بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اپنے مُردوں کی نیکیوں کا چرچا کرو اور ان کی بُرائیوں سے چشم پوشی کرو۔''

﴿شرح﴾ ☆ یہ حکم ان نیک مسلمانوں کیساتھ مخصوص ہے جو اعلانیہ فسق وظلم نہیں کرتے ہیں۔

☆ کفار کی بُرائیاں بیان کرنی جائز ہے اگرچہ وہ مرگئے ہوں البتہ اگر مرنے والے کفار کے اہل وعیال مسلمان ہوں اور ان کے کافرماں باپ کی بُرائی کرنے سے انہیں ایذا پہنچے تو اس سے بچنا ضروری ہے کہ اب یہ ایذائے مُسلم ہے اور مسلمان کو ایذا دینا جائز نہیں۔ (نُزہۃُ القاری، ج۲، ص۱۵۵)

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْر	قَالَ	كَانَ	بِالْمَدِیْنَةِ
عروہ بن زبیر سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	تھے	مدینہ شریف میں

رَجُلَانِ	أَحَدُهُمَا	يَلْحَدُ	وَالْاٰخَرُ
دو آدمی	ان دونوں میں سے ایک	لحد (قبر) کھودتے تھے	اور دوسرے

لَا يَلْحَدُ	فَقَالُوْا	اَيُّهُمَا	جَآءَ
لحد نہیں کھودتے تھے	تو کہا انہوں (صحابہ) نے	ان دونوں میں سے جو	آیا

أَوَّلًا	عَمِلَ عَمَلَهٗ	فَجَآءَ	الَّذِیْ	يَلْحَدُ
پہلے	وہ اپنا کرم کریگا	تو آئے	وہ جو	لحد (قبر) کھودتے تھے

فَلَحَدَ	لِرَسُوْلِ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)
تو لحد بنائی انہوں نے	اللہ کے رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کیلئے

بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت عُروہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ مدینہ شریف میں دو آدمی قبر کھودا کرتے تھے۔ ایک ان میں سے (حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ تھے جو) لحد یعنی بغلی کھودتے تھے اور دوسرے (حضرت ابوعُبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالٰی عنہ تھے جو) لحد نہیں کھودتے تھے (بلکہ شق یعنی صندوقی قبر بناتے تھے) اللہ کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وصال پر صحابہ نے آپس میں طے کیا کہ جو ان دونوں میں سے پہلے آئے گا وہ اپنا کام کرے گا۔ تو پہلے وہ صحابی آئے جو لحد کھودا کرتے تھے تو اُنہوں نے سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیلئے بغلی قبر تیار کی۔

شرح﴾ ☆ قبر کی دو قسمیں ہیں۔ ﴿۱﴾ لحد ﴿۲﴾ صندوق

﴿۱﴾ لحد ﴾ لحد بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ قبر کھودنے کے بعد میت رکھنے کیلئے قبلہ کی جانب جگہ کھودی جاتی ہے۔ لحد سنّت ہے اگر زمین اس قابل ہو تو یہی کریں اور گر زمین نرم ہو تو صندوق میں مُضایقہ نہیں۔ یاد رہے لحد میں بھی صندوق ہی کی طرح اوپر سے تختہ وغیرہ لگانا ہوگا۔

﴿۲﴾ صندوق ﴾ صندوق (قبر) میں قبلہ کی جانب جگہ نہیں کھودی جاتی، صرف قبر کھودی جاتی ہے۔ اگر زمین نرم ہو تو صندوقی قبر بنانے میں کوئی مُضایقہ نہیں۔ (بہارِ شریعت، حصّہ ۴، ص ۸۷)

اَلْحَدِيْثُ الرَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ ...... میت پر رونا

عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنِ عُمَر	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ
عبداللہ ابن عمر سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

أَلاَ تَسْمَعُوْنَ	اِنَّ	اللّٰهَ	لاَ يُعَذِّبُ	بِدَمْعِ
خبردار ہو کر سن لو	بیشک	اللہ	عذاب نہیں فرماتا	آنسو کے سبب

الْعَيْنِ	وَلاَ	بِحُزْنِ	الْقَلْبِ	وَلٰكِنْ
آنکھ (کے)	اور نہ	غم کے سبب	دِل (کے)	لیکن

بِهٰذَا	وَأَشَارَ	اِلٰى	لِسَانِهٖ	أَوْيَرْحَمُ
اس کے سبب	اور اشارہ فرمایا	کی طرف	اپنی زبان	یا رحم فرماتا ہے

وَاِنَّ الْمَيِّتَ	لَيُعَذِّبُ
اور بیشک میت (پر)	ضرور عذاب ہوتا ہے

بِبُكَآءِ أَهْلِهٖ	عَلَيْهِ
اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب	اس (میت) پر

﴿با محاورہ ترجمہ﴾ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو کر سن لو کہ آنکھ کے آنسو اور دِل کے غم کے سبب اللہ تعالیٰ عذاب نہیں فرماتا اور زبان کی طرف اِشارہ کر کے فرمایا، لیکن اس کے سبب عذاب یا رحم فرماتا ہے اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔

﴿شرح﴾ ☆ یہ اس وقت ہے جبکہ میت نے رونے کی وصیت کی ہو، یا وہاں رونے کا رواج ہو اور اس نے منع نہ کیا ہو، یا یہ مطلب ہے کہ ان کے رونے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے۔

☆ نوحہ یعنی مَیّت کے اوصاف مبالغے کیساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بَین کہتے ہیں، بالاجماع حرام ہے۔

☆ گریبان پھاڑنا، منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر مٹی ڈالنا، ران پر ہاتھ مارنا اور سینہ کوٹنا، سب جاہلیت کے کام ہیں اور ناجائز وحرام ہیں۔

☆ آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو رونے کی ممانعت نہیں۔

☆ تین دِن سے زیادہ سوگ جائز نہیں مگر عورت، شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دِن سوگ کرے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ
ابوموسیٰ اشعری سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

اِذَا	مَاتَ	وَلَدُ	الْعَبْدِ	قَالَ
جب	مرا (مرتا ہے)	بیٹا (اولاد)	بندے (کا)	فرمایا (فرماتا ہے)

اللّٰهُ تَعَالٰی	لِمَلٰئِکَتِهٖ	قَبَضْتُمْ	وَلَدَ	عَبْدِیْ
اللہ تعالیٰ	اپنے فرشتوں سے	روح قبض کی تم نے	بیٹا (اولاد)	میرے بندے (کے)

فَیَقُوْلُوْنَ	نَعَمْ	فَیَقُوْلُ	قَبَضْتُمْ	ثَمَرَةَ
تو کہتے ہیں (فرشتے)	ہاں	تو فرماتا ہے (اللہ تعالیٰ)	روح قبض کی تم نے	پھل (بیٹا)

فُؤَادِهٖ	فَیَقُوْلُوْنَ	نَعَمْ	فَیَقُوْلُ
اس (بندے) کے دِل کے	تو کہتے ہیں (فرشتے)	ہاں	تو فرماتا ہے (اللہ تعالیٰ)

مَاذَا قَالَ	عَبْدِیْ	فَیَقُوْلُوْنَ	حَمِدَکَ
کیا کہا	میرے بندے (نے)	تو کہتے ہیں (فرشتے)	حمد کی اس (بندے) نے تیری
وَاسْتَرْجَعَ	فَیَقُوْلُ اللّٰهُ	اِبْنُوْا	لِعَبْدِیْ
اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا	تو فرماتا ہے اللہ تعالیٰ	بناؤ	میرے بندے کیلئے

بَیْتًا	فِی الْجَنَّةِ	وَسَمُّوْهُ	بَیْتَ الْحَمْدِ
گھر	جنت میں	اور نام رکھو اس (گھر) کا	بیت الحمد (حمد کا گھر)

بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی مومن بندے کا بیٹا مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندے کی روح قبض کرلی تو وہ عرض کرتے ہیں ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اس مصیبت پر) میرے بندے نے کیا کہا؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس بندے کیلئے جنّت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

شرح﴾ ☆ مصیبت پر صبر کرنے سے دو ثواب ملتے ہیں ایک مصیبت کا دوسرا صبر کا اور جزع وفزع سے دونوں ثواب جاتے رہتے ہیں۔

☆ کسی مصیبت پر اجر ملنا، صبرِ جمیل اور حسنِ نیت ہی پر ہے۔

☆ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، جس مسلمان مرد و عورت پر کوئی مصیبت پہنچی اسے یاد کرکے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہے اگرچہ مصیبت کا زمانہ دراز ہوگیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر نیا ثواب عطا فرماتا ہے اور ویسا ہی ثواب دیتا ہے جیسا اس سب کہ مصیبت پہنچی تھی۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۹۳)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰہِ
معاذ بن جبل سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)
مَا	مِنْ مُسْلِمَیْنِ	یَتَوَفّٰی	لَھُمَا
نہیں (ہے)	دو مسلمانوں (میاں بیوی) میں سے	فوت ہوجائیں	ان دونوں کے

ثَلاَثَۃٌ	اِلَّا	اَدْخَلَھُمَا	اللّٰہُ	الْجَنَّۃَ
تین (بچے)	مگر یہ کہ	داخل کرے گا ان دونوں کو	اللہ تعالیٰ	جنّت (میں)

بِفَضْلِ رَحْمَتِہٖ	اِیَّاھُمَا	فَقَالُوْا	یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اپنی رحمت کے فضل سے	خاص ان دو کو	تو عرض کیا انہوں (صحابہ) نے	اے اللہ کے رسول

اَوْ اثْنَانِ	قَالَ	اَوْ اثْنَانِ
یا دو (بچے فوت ہوجائیں)	فرمایا اللہ کے رسول (نے)	(بچے فوت ہوجائیں)

قَالُوْا	اَوْ وَاحِدٌ	قَالَ	اَوْ وَاحِدٌ
تو عرض کیا انہوں (صحابہ) نے	یا ایک (بچہ)	فرمایا اللہ کے رسول (نے)	یا ایک (بچہ)

ثُمَّ قَالَ	وَ	الَّذِیْ	نَفْسِیْ	بِیَدِہٖ
پھر فرمایا اللہ کے رسول (نے)	قسم ہے	وہ جو (اس کی)	میری جان	جس کے ہاتھ میں، سے

اِنَّ السِّقْطَ	لَیَجُرُّ	اُمَّہٗ	بِسَرَرِہٖ
بیشک کچا بچہ	ضرور کھینچے گا	اپنی ماں (کو)	نال (ناف) کے ذریعے

اِلَی الْجَنَّۃِ	اِذَا	احْتَسَبَتْہُ
جنت کی طرف	جب کہ	(ماں) ثواب کی طالب ہوئی ہو اس تکلیف پر

بامحاورہ ترجمہ ﴾ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جن دو مسلمان (یعنی میاں بیوی) کے تین بچے مرجائیں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا، صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اگر وہ بچے انتقال کر جائیں؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، دو کا بھی یہ اجر ہے۔ پھر صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اگر ایک فوت ہوجائے؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک کا بھی یہی اجر ہے۔ پھر فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ خام حمل جو ساقط ہوجاتا ہے اپنی ماں کو آنوال (نال، ناف) کے ذریعے جنت کی طرف کھینچے گا جبکہ ماں (اُس تکلیف پر) صبر اور ثواب کی طالب ہوئی ہو۔

بامحاورہ ترجمہ ﴾ ایک اور روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کے دو بچے پیشرو (آگے جاچکے) ہوچکے ہوں گے وہ اسے جنت میں داخل کریں گے اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اور آپ کی اُمّت میں سے جس کے ایک گیا ہو؟ تو فرمایا اے خیر کی توفیق یافتہ! جس کے ایک ہوں وہ بھی۔ پھر عرض کیا اور جس کے ایک بھی نہ ہوں؟ تو فرمایا میں اپنی امت کا پیشرو ہوں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جیسا پیشرو ہرگز نہ پائیں گے۔ (نُزھۃُ الْقاری، ج۴، ص ۳۱)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ	أَنَّ النَّبِیَّ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)	قَالَ
عبداللہ بن عمرو بن عاص سے (روایت ہے)	کہ نبی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے)	فرمایا

اَلْقَتْلُ	فِیْ	سَبِیْلِ	اللّٰہِ
قتل (کیا جانا)	میں	راہ (راستہ)	اللہ تعالٰی (کی)

یُکَفِّرُ	کُلَّ شَیْءٍ	إِلَّا	الدَّیْنَ
مٹا دیتا ہے	ہر چیز (گناہ)	مگر (علاوہ)	قرض (کے)

بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جانا قرض کے علاوہ ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

شرح﴾ ☆ اللہ تعالیٰ شہدائے کرام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔ (پارہ ۲، البقرۃ: ۱۵۴)

☆ ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ یُرْزَقُوْنَ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مُردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے ربّ کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ (پارہ ۴، اٰلِ عمران: ۱۶۹)

☆ شہید کا بدن قبر میں بھی سلامت رہتا ہے جیسا کہ اُموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دورِ حکومت میں جب روضۂ منورہ کی دیوار گر پڑی اور خلیفہ کے حکم سے نئی بنیاد (۸۷ھ میں) کھودی گئی تو ناگہاں بنیاد کھودتے وقت ایک قدم (گھٹنے تک) نظر آیا تو سب لوگ گھبرا گئے اور لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدمِ مبارک ہے لیکن صحابیٔ رسول حضرت عُروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا اور پہچانا تو قسم کھا کر فرمایا کہ یہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدم شریف نہیں بلکہ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدمِ مبارک ہے۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۸۶)

☆ تقریباً چونسٹھ سال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم مبارک بدستور سابق رہا اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی تھی اور نہ کبھی ہوگی۔

☆ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید کیلئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھ خوبیاں ہیں:۔

(۱) خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اسے بخش دیا جاتا ہے اور روح نکلتے ہی وقت اس کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔

(۲) قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

(۳) اسے جہنم کے عذاب سے خوف نہیں رہتا۔

(۴) اس کے سر پر عزّت و وقار کا ایسا تاج رکھا جائے گا کہ جس کا بیش بہا یاقوت، دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا۔

(۵) اس کے نکاح میں بڑی بڑی آنکھوں والی بہتّر حوریں دی جائیں گی۔

(۶) اور اس کے عزیزوں میں سے ستّر آدمیوں کیلئے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

عَنْ سَھْلِ بْنِ حُنَیْفٍ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰہِ
سہل بن حنیف سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

مَنْ	سَأَلَ	اللّٰہَ	الشَّھَادَۃَ	بِصِدْقٍ
جو (جس نے)	سوال کیا (کرتا ہے)	اللہ تعالیٰ (سے)	شہادت (کا)	سچے دِل سے

بَلَّغَہُ	اللّٰہُ	مَنَازِلَ	الشُّھَدَآءِ
پہنچادیتا ہے اس (بندے) کو	اللہ تعالیٰ	مرتبے تک	شہیدوں (کے)

وَاِنْ	مَاتَ	عَلٰی	فِرَاشِہٖ
اگرچہ	مَرے وہ بندہ	پر	اپنا بستر

بامحاورہ ترجمہ ﴿ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچے دِل سے شہادت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا مرتبہ عطا فرمادیتا ہے، اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرے۔

شرح ﴿ ☆ اس سے شہادتِ حکمی مراد ہے یعنی اسے شہید کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

☆ انتہائی عاجزی اور خوش دِلی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شہادت کی دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ اسباب پیدا فرمادیتا ہے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ

ترجمہ: یا اللہَ الْعٰلَمِین! مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول کے شہر میں مجھے موت نصیب فرما۔

اس وقت اسلام کی شان وشوکت اَوجِ ثریا پر تھی، مدینۂ طیبہ میں کسی جہاد کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا بظاہر اس دعا کا قبول ہونا متعذر تھا مگر دنیا نے دیکھا کہ ایک اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے کی دعا کس طرح قبول ہوئی۔

اے اللہ عزوجل! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں ہمیں بھی اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رَسُوْلُ اللّٰہِ	قَالَ	قَالَ	بُرَیْدَۃَ	عَنْ
اللہ کے رسول (نے)	فرمایا	کہا (انہوں نے)	بریدہ	سے (روایت ہے)

فَزُوْرُوْھَا	اَلْقُبُوْر	زِیَارَۃِ	عَنْ	نَھَیْتُکُمْ
تو (اب) زیارت کرو ان کی	قبروں (کی)	زیارت	سے	میں نے منع کیا تم سب کو

بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا (اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کرو۔

شرح﴾ ☆ عورتوں کو (چاہے بوڑھی ہو یا جوان) عزیزوں کی قبروں پر حاضری منع ہے کیونکہ ان میں صبر کم ہوتا ہے اور وہ بے صبری کا اِظہار زیادہ کرتی ہیں اور وہاں رونا دھونا اور آہ وزاری کریں گی اور اولیائے کرام کے مزاراتِ مقدسہ پر برکت کیلئے حاضر ہونے میں بوڑھی عورتوں کیلئے حرج نہیں بلکہ اولیائے کرام کے مزارات کی حاضری ایسی طریقے پر ہو کہ اس میں کوئی فتنہ نہ ہو اور غیر شرعی امور کا ارتکاب نہ کریں اور جوان عورتوں کیلئے ناجائز ہے۔

☆ صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں (یعنی زیادہ بہتر یہ ہے کہ زیارتِ قبور سے جوان عورت ہو یا بوڑھی، سب کو منع کیا جائے) کہ اپنوں کی قبروں کی زیارت میں وہی جزع وفزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے اَدبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۸۹)

☆ اولیائے کرام کے مزارات طیبہ پر سفر کر کے جانا جائز ہے کہ وہ اپنے زائرین کو نفع پہنچاتے ہیں۔ مزاراتِ مقدسہ پر ہاتھ پھیرنا، بوسہ دینا، ان کے سامنے جھکنا اور زمین پر چہرہ ملنا منع ہے اس لئے یہ چیزیں النصارٰی کی عادات میں سے ہیں۔

☆ قبر کو سجدہ کرنا حرام ہے اور عبادت کی نیت سے ہو تو کفر ہے۔

☆ ایامِ عُرس میں اگر منکراتِ شرعیہ پائے جائیں تو ان کی وجہ سے (مرد) زیارت ترک نہ کرے اس لئے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا بلکہ اسے بُرا جانے اور اِصلاح کیلئے جدوجہد کرے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۸۹)

☆ بُزرگانِ دین، اولیاء اور صالحین کے مزاراتِ طیبہ پر غلاف ڈالنا جائز ہے جبکہ یہ مقصود ہو کہ صاحبِ مزار کی وقعت عوام کی نظر میں پیدا ہو، اُن کا ادب کریں اور اُن کی برکتیں حاصل کریں۔ (اسلامی اخلاق و آداب، ص ۲۹۳)

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ	قَالَ	یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ !
سعد بن عبادہ سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	اے اللہ کے رسول!

اِنَّ	اُمَّ	سَعْدٍ	مَاتَتْ	فَاَیُّ
بیشک	ماں	سعد (کی)	انتقال فرمایا	تو کونسا

الصَّدَقَۃِ	اَفْضَلُ ؟	قَالَ	اَلْمَآءُ
صدقہ	افضل (ہے؟)	فرمایا (اللہ کے رسول نے)	پانی (افضل ہے)

فَحَفَرَ	بِئْرًا	وَّقَالَ	ھٰذِہٖ	لِاُمِّ سَعْدٍ
کھودا	ایک کنواں	اور فرمایا (سعد نے)	یہ	سعد کی ماں کیلئے (ہے)

بامحاورہ ترجمہ﴿ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ انہوں نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اُمِّ سعید (یعنی میری ماں) کا انتقال ہوگیا ہے ان کیلئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، پانی (بہترین صدقہ ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہنے کے مطابق) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا اور (اسے اپنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے) کہا یہ کنواں سعد کی ماں کیلئے ہے (یعنی اس کا ثواب ان کی روح کو ملے)۔

شرح﴿ امیرِ اھلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے رسالے سے ایصالِ ثواب کے مدنی پھول۔

مدینہ ۱﴿ فرض، واجب، سنت، نفل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ ہر عبادت کا ایصالِ ثواب کرسکتے ہیں۔

مدینہ ۲﴿ میّت کا تیجہ، دَسواں، چالیسواں اور برسی کرنا اچھا ہے کہ یہ ایصالِ ثواب کے ہی ذرائع ہیں۔ شریعت میں تیجے وغیرہ کے عدمِ جواز (یعنی ناجائز ہونے) کی دلیل نہ ہونا خود دلیلِ جواز ہے اور میّت کیلئے زندوں کا دُعاء کرنا قرآنِ کریم سے ثابت ہے جو کہ ایصالِ ثواب کی اصل ہے۔ چنانچہ

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ ترجمۂ کنزالایمان : اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں، اے ہمارے ربّ عزوجل ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (پ۲۸، سورۃ حشر، آیت ۱۰)

مدینہ ۳﴿ تیجے وغیرہ کا کھانا صِرف اِسی صورت میں میّت کے چھوڑے ہوئے مال سے کرسکتے ہیں جبکہ سارے وُرثاء بالغ ہوں اور سب کے سب اجازت بھی دیں اگر ایک بھی وارث نابالغ ہے تو سخت حرام ہے۔ ہاں بالغ اپنے حصہ سے کرسکتا ہے۔

مدینہ ۴﴿ میّت کے گھر والے اگر تیجے کا کھانا پکائیں تو (مالدار نہ کھائیں) صِرف فُقراء کو کھلائیں۔

مدینہ ۵ ﴾ نابالغ بچے کو بھی ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں، جو زِندہ ہیں اُن کو بھی بلکہ جو مسلمان ابھی پیدا نہیں ہوئے اُن کو بھی پیشگی (ایڈوانس میں) ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔

مدینہ ٦ ﴾ مُسلمان جِنّات کو بھی ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں۔

مدینہ ۸ ﴾ گیارھویں شریف، رَجبی شریف (یعنی ۲۲ رجب المرجب کو سیّدُنا امام جعفرِ صادِق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کُونڈے کرنا) وغیرہ جائز ہے کُونڈے ہی میں کھیر کِھلانا ضروری نہیں دوسرے برتن میں بھی کھلا سکتے ہیں اس کو گھر سے باہَر بھی لے جاسکتے ہیں۔

مدینہ ۸ ﴾ بُزرگوں کی فاتحہ کے کھانے کو تعظیماً نذرو نیاز کہتے ہیں اور یہ نیاز تبرّک ہے، اسے امیر و غریب سب کھا سکتے ہیں۔

مدینہ ۹ ﴾ داستانِ عجیب، شہزادے کا سَر، دَس بیبیوں کی کہانی اور جنابِ سیّدہ کی کہانی وغیرہ سب مَن گھڑت قِصّے ہیں، انہیں ہرگز نہ پڑھا کریں۔ اِسی طرح ایک پمفلٹ بنام 'وصیّت نامہ' لوگ تقسیم کرتے ہیں جس میں کسی 'شیخ احمد' کا خواب دَرج ہے یہ بھی جَعلی ہے اس کے نیچے مخصوص تعداد میں چھپوا کر بانٹنے کی فضیلت اور نہ تقسیم کرنے کے نُقصانات وغیرہ لکھے ہیں یہ بھی سب غلط ہیں۔

مدینہ ۱۰ ﴾ جتنوں کو بھی ایصالِ ثواب کریں اللہ عزوجل کی رَحمت سے اُمّید ہے کہ سب کو پورا ملے گا۔ یہ نہیں کہ ثواب تقسیم ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ملے۔

مدینہ ۱۱ ﴾ ایصالِ ثواب کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ یہ اُمّید ہے کہ اِس نے جتنوں کو ایصالِ ثواب کیا اُن سب کا مَجمُوعہ کے برابر اِس کو ثواب ملے۔ مثلاً کوئی نیک کام کیا جس پر اِس کو دَس نیکیاں ملیں اب اِس نے دَس مُردوں کو ایصالِ ثواب کیا تو ہر ایک کو دس دس نیکیاں پہنچیں گی جبکہ ایصالِ ثواب کرنے والے کو ایک سو دس اور اگر ایک ہزار کو ایصالِ ثواب کیا تو اِس کو دس ہزار دس۔ وَعلیٰ ھٰذَا القِیاس

مدینہ ۱۲ ﴾ ایصالِ ثواب صِرف مسلمان کو کر سکتے ہیں۔ (مفہوم مردہ، ص ۱۱)

☆ کسی چیز پر میت کا نام آنے سے وہ چیز حرام نہ ہوگی، مثلاً غوثِ پاک کا بکرا اور امام حسین کی سبیل وغیرہ اس لئے کہ ایک جلیل القدر صحابی نے اس کنویں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک بِئرِ اُمِّ سعد ہی کے نام سے مشہور ہے۔

☆ کھانا یا شیرینی وغیرہ کو سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے اس لئے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارۂ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا، ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یہ کنواں سعد کی ماں کیلئے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰہِ
عبداللہ بن عمرو سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

اَلدُّنْیَا کُلُّھَا	مَتَاعٌ	وَخَیْرُ	مَتَاعِ
ساری دنیا	قابلِ استفادہ چیز ہے	اور بہتر	قابلِ استفادہ چیز ہے

اَلدُّنْیَا	اَلْمَرْءَۃُ	الصَّالِحَۃُ
دنیا (کی)	عورت (بیوی)	نیک

بامحاورہ ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ساری دنیا ایک متاعِ زندگی ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔

شرح ☆ جو شخص مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو اس کے نکاح کرنے کی تفصیل یہ ہے۔

اگر اسے یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے کی وجہ سے زنا کی معصیت میں مبتلا ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے۔

اگر اسے یقین نہیں بلکہ اندیشہ ہے کہ نکاح نہ کرنے کی وجہ سے زنا کی معصیت میں مبتلا ہو جائے گا تو نکاح کرنا واجب ہے۔

اعتدال کی حالت میں یعنی شہوت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو تو نکاح کرنا سنّتِ مؤکدہ ہے۔

اگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا نکاح کے بعد جو فرائضِ متعلقہ ہیں انہیں پورا نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے۔

اگر یقین ہو کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا نکاح کے بعد جو فرائضِ متعلقہ ہیں انہیں پورا نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا حرام ہے۔

لیکن اگر پھر بھی نکاح کرے گا تو نکاح بہر حال ہو جائے گا۔ (بہارِ شریعت، حصہ۷، ص۲)

☆ بعض لوگ بیوہ عورتوں کا نکاح کرنا خاندان کیلئے عار سمجھتے ہیں، یہ سخت ناجائز و گناہ ہے۔

☆ مُرتد اور مُرتدہ کا نکاح کسی سے صحیح نہیں ہو سکتا، نہ مسلمان سے، نہ کافر سے، نہ مرتد و مُرتدہ سے۔ (بہارِ شریعت، حصہ۷، ص۳۲)

☆ نکاح کے سلسلے میں یہ جو طریقہ رائج ہے کہ عورت یا ولی سے ایک شخص اجازت لے کر آتا ہے جسے وکیل کہتے ہیں وہ نکاح پڑھنے والے سے کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجئے یہ طریقہ محض غلط ہے۔ وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ اس کام کیلئے دوسرے کو وکیل بنا دے۔ اگر ایسا کیا گیا تو نکاح فضول ہوا، (عورت) کی اجازت پر موقوف رہے گا اجازت سے پہلے مرد و عورت ہر ایک کو توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے۔

لہٰذا یوں چاہئے کہ جو نکاح پڑھائے وہ خود عورت یا اس کے ولی کا وکیل بنے۔ یا عورت کا وکیل اس بات کی بھی اجازت حاصل کرے کہ وہ نکاح پڑھانے کیلئے دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ۷، ص۱۰)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ	قَالَ	قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ
عقبہ بن عامر سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا	اللہ کے رسول (نے)

أَحَقُّ	الشُّرُوْطِ	أَنْ تُوَفُّوْا بِهٖ	مَا
زِیادہ اہم	شرطوں (میں سے)	پورا حق دینا (پورا کرنا)	وہ جو (جس)

اسْتَحْلَلْتُمْ	بِهٖ	الْفُرُوْجَ
تم نے حلال کیا	جس کے ذریعے	شرمگاہیں

بامحاورہ ترجمہ ﴾ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نکاح کی) شرطوں میں سے جس شرط کا پورا کرنا تمہارے لئے سب سے زِیادہ اہم ہے وہ وہی شرط ہے جس کے ذریعے تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے (یعنی مہر)۔

شرح ﴾ ☆ **مہرِ فاطمہ** : حضرت سیِّدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو دِرہم (یعنی ایک سو ساڑھے سولہ تولہ چاندی) تھا۔

☆ مہر کم سے کم یعنی ابتدائی مہر دَس دِرہم ہے یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی۔ روپیوں کی صورت میں مہر مقرر کرنا ہو تو اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ یہ رقم دس درہم کی قیمت سے کم نہ ہو۔

☆ زیادتی کی جانب مہر کی کوئی مقدار معیَّن نہیں لیکن بہت زیادہ مہر باندھنا بہتر نہیں۔

مہر کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) معجّل (۲) مؤجّل (۳) مطلق

(۱) مہرِ مُعجّل ﴾ وہ مہر ہے کہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو۔ مہرِ معجّل وصول کرنے کیلئے عورت اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے، اگرچہ اس سے پیشتر عورت کی رضامندی سے خلوت و وطی ہو چکی ہو یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے جب تک وصول نہ کرے۔

(۲) مہرِ مؤجّل ﴾ وہ مہر ہے کہ جس کی ادائیگی کیلئے کوئی میعاد مقرر ہو۔ مہرِ مؤجّل میں جب تک وہ میعاد نہ گزرے عورت کو مطالبے کا اختیار نہیں اور میعاد پوری ہونے کے بعد ہر وقت مطالبہ کر سکتی ہے، مگر اپنے کو شوہر سے روک نہیں سکتی ہے۔

(۳) مہرِ مُطلق ﴾ وہ مہر ہے کہ نہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو اور نہ کوئی میعاد مقرر ہو۔ مہرِ مطلق میں تاوقتیکہ موت یا طلاق نہ ہو عورت کو مطالبے کا حق نہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ۷، ص۳۷)

☆ خلوتِ صحیحہ یہ ہے کہ نکاح کے بعد عورت اور مرد تنہائی میں جمع ہوں اور کوئی چیز جماع سے مانع نہ ہو، تو یہ خلوت بھی جماع ہی کے حکم میں ہے اور اگر دونوں ایک جگہ تنہائی میں جمع ہوئے مگر کوئی مانعِ شرعی یا مانعِ حسّی یا مانعِ طبعی پایا جائے تو یہ خلوتِ فاسدہ ہے، خلوتِ صحیحہ کے احکام اس پر نافذ نہ ہوں گے۔

مانعِ شرعی ﴾ مثلاً عورت کا حیض و نفاس میں ہونا، یا ان میں سے کسی کا رمضان کا روزہ دار ہونا۔

مانعِ حسّی ﴾ مثلاً مرد کا بیمار ہونا، یا عورت کا اس حد تک بیماری میں مبتلا ہونا کہ وطی سے ضرر کا صحیح اندیشہ ہو۔

مانعِ طبعی ﴾ مثلاً وہاں کوئی تیسرا موجود ہو۔ (بہارِ شریعت، حصہ۷، ص۳۳)

عَنْ عُثْمَانَ	قَالَ	قَالَ
حضرت عثمان سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا

رَسُوْلُ اللّٰہِ	خَیْرُکُمْ	مَنْ
اللہ کے رسول (نے)	تم میں بہتر	وہ جو، جس نے

تَعَلَّمَ	الْقُرْآنَ	وَعَلَّمَہٗ
سیکھا	قرآن پاک (کو)	اور اس کو سکھایا

بامحاورہ ترجمہ﴿ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن پاک سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ (بخاری شریف، باب اغتباط صاحب القرآن، المجلد الثانی، صفحہ ۷۵۲، دار الحدیث، ملتان، پاکستان)

شرح﴿ ☆ ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان مُکَلَّف پر فرضِ عین ہے اور پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرضِ کفایہ ہے اور سورۂ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا اس کی مثل، مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ کرنا واجبِ عین ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۳، ص ۵۳)

☆ بیرونِ نماز کسی سورت کے شروع سے تلاوت کی ابتداء کرتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھنا مستحب ہے اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھنا سنت ہے اور درمیانِ سورت سے تلاوت کی ابتداء کرتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھنا مستحب ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۳، ص ۵۴، انوار الحدیث، ص ۲۷۸)

☆ اوقاتِ مکروہہ یعنی طلوع و غروب کے وقت اور زوال کے وقت تلاوتِ قرآن بلا کراہت جائز ہے لیکن نہ کرے تو بہتر ہے۔ (انوار الحدیث، ص ۲۷۹، ۲۸۰)

☆ قرآن مجید پرانا اور بوسیدہ ہوگیا اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق منتشر ہو کر ضائع ہو جائیں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کیلئے لحد بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے۔ قرآن مجید بوسیدہ ہو جائے تو اسے جلایا نہ جائے۔ (فیضانِ سُنّت قدیم، ص ۷۹)

☆ یقیناً حفظِ قرآنِ مجید کارِ ثواب ہے، مگر یاد رہے کہ حفظ کرنا آسان، مگر عمر بھر اس کو یاد رکھنا دُشوار ہے۔ حفاظ و حافظات کو چاہئے کہ روزانہ کم از کم ایک پارہ لازماً تلاوت کر لیا کریں۔ جو حفاظ رمضان المبارک کی آمد سے تھوڑا عرصہ قبل فقط مصلّٰی سنانے کیلئے منزل پکی کرتے ہیں اور اس کے علاوہ معاذ اللہ تعالیٰ سارا سال غفلت کے سبب کئی آیات بھلائے رہتے ہیں، وہ خوفِ خدا عزّ وجل سے لرزیں۔ نیز جس نے ایک آیت بھی بھلائی ہے وہ دوبارہ یاد کر لے اور بھلانے کا جو گناہ ہوا، اس سے سچی توبہ کرے کہ 'جو قرآنی آیات یاد کرنے کے بعد بھلا دے گا بروزِ قیامت اندھا اُٹھایا جائے گا۔ (ماخذ: پارہ ۱۶، سورۂ طٰہٰ: ۱۲۵، ۱۲۶)' (نماز کے احکام، ص ۳۵۰)

عَنْ مُعَاوِیَۃَ	قَالَ	سَمِعْتُ
حضرت معاویہ سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	میں نے سنا

رَسُوْلَ اللّٰہِ	یَقُوْلُ	اَلْمُؤَذِّنُوْنَ
اللہ کے رسول (نے)	فرماتے ہوئے	مؤذن (جمع)

اَطْوَلُ النَّاسِ	اَعْنَاقاً	یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
لوگوں میں زیادہ طویل (از روئے)	گردن	قیامت کے دِن

بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دِن سب سے زیادہ دراز ہوں گی۔

شرح﴾ ☆ اس حدیث میں قیامت کے دن مؤذنوں کی بزرگی اوراعلیٰ منصبی سے کنایہ کیا گیا ہے۔ (انوار الحدیث، ص ۱۵۱، نقلاً عن اشعۃ اللمعات، ج ۱، ص ۳۱۲)

☆ پانچوں فرض نمازیں ان میں جُمعہ بھی شامل ہے جب جماعتِ اُولیٰ کیساتھ مسجد میں وقت پر ادا کی جائیں تو ان کیلئے اذان سنّتِ مؤکّدہ ہے اوراس کا حکم مِثلِ واجب ہے کہ اگر اذان نہ کہی گئی تو وہاں کے تمام لوگ گنہگار ہوں گے۔ (نماز کے احکام، ص ۱۴۷، نقلاً عن در مختار مع رد المحتار، ج ۲، ص ۶۰)

☆ اگر کوئی شخص شہر کے اندر گھر میں نماز پڑھے تو وہاں کی مسجد کی اذان اس کیلئے کافی ہے مگر اذان کہہ لینا مستحب ہے۔ (ایضاً، ص ۱۴۷)

☆ سمجھدار بچہ بھی اذان دے سکتا ہے۔ (نماز کے احکام، ص ۱۴۹، نقلاً عن عالمگیری، ج ۱، ص ۵۴)

☆ بے وُضوکی اذان صحیح ہے مگر بے وضو اذان کہنا مکروہ ہے۔ (نماز کے احکام، ص ۱۴۹)

☆ اذان منارہ پر یا خارجِ مسجد پڑھی جائے۔ داخلِ مسجد اذان پڑھنا مکروہ ومنع ہے خواہ اذان پنج وقتی نماز کیلئے ہو یا خطبۂ جمعہ کیلئے۔ دونوں کا حکم ایک ہے۔ (انوار الحدیث، ص ۱۵۳)

☆ خُنثیٰ، فاسق اگرچہ عالم ہی ہو، نشہ والا، پاگل، بے غسلا اور ناسمجھ بچے کی اذان مکروہ ہے۔ ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔ (نماز کے احکام، ص ۱۴۹)

☆ فجر کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا مستحب ہے۔ اگر نہ کہا جب بھی اذان ہو جائے گی۔ (نماز کے احکام، ص ۱۵۰، ۱۵۱)

☆ اذانِ نماز کے علاوہ دیگر اذانوں کا جواب بھی دیا جائے گا مثلاً بچہ پیدا ہوتے وقت کی اذان۔ (نماز کے احکام، ص ۱۵۰، ۱۵۱)

☆ اذان میں حضورِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نامِ مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔ (انوار الحدیث، ص ۱۵۳)

☆ اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور مُکَبِّر جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو۔ اسی طرح جو لوگ تکبیر کے وقت مسجد میں موجود ہوں اور بیٹھے ہوں ان کیلئے بھی اور امام کیلئے بھی یہی حکم ہے کہ یہ سب مکبر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ جب پر پہنچے اس وقت کھڑے ہوں۔ (انوار الحدیث، ص ۱۵۴، ۱۵۵)

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ	قَالَ	قَالَ
حضرت ابوموسیٰ اشعری سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا

رَسُوْلُ اللّٰہِ	اِذَا	صَلَّیْتُمْ	فَاَقِیْمُوْا
اللہ کے رسول (نے)	جب	(تم سب) نماز پڑھو	تو قائم کرو

صُفُوْفَکُمْ	ثُمَّ	لِیَؤُمَّکُمْ	اَحَدُکُمْ
تمہاری (اپنی) صفیں	پھر	چاہئے کہ امامت کرے تمہاری	تم میں سے ایک

فَاِذَا کَبَّرَ	فَکَبِّرُوْا	وَاِذَا قَرَأَ	فَاَنْصِتُوْا
تو جب وہ تکبیر کہے	تو تکبیر کہو تم سب	اور جب وہ قرأت کرے	تو چپ رہو تم سب

بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں سیدھی کرو پھر تم میں کوئی امامت کرے تو جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تم چپ رہو۔

شرح﴾ ☆ امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے۔ امام شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے جنگِ بدر میں شریک ہونے والے ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملاقات کی وہ سب کے سب امام کے پیچھے قرأت کرنے سے مقتدی کو منع فرماتے تھے۔ (انوار الحدیث، ص ۱۶۹)

☆ مقتدی سورۂ فاتحہ یا کسی دوسری سورت کی قرأت نہیں کرے گا اگر اس نے قرأت کی تو مکروہِ تحریمی کا مرتکب ہوگا۔ (انوار الحدیث، ص ۱۷۰)

☆ ایک دِن بہت لوگ جمع ہوکر آئے کہ وہ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام کے پیچھے نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے پر مناظرہ کریں۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، 'میں اتنے آدمیوں سے تو بیک وقت بات نہیں کرسکتا نہ ہی ہر ایک کی بات کا جواب دے سکتا ہوں۔ آپ لوگ ایسا کریں کہ سب کی طرف سے ایک سمجھدار عالم مقرر کرلیں جو اکیلا مجھ سے بات کرے۔ انہوں نے ایک بڑا عالم منتخب کیا۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے فرمایا کیا یہ عالم جو بات کرے گا وہ آپ سب کی طرف سے ہوگی؟ اور کیا اس کی ہار جیت آپ کی ہار جیت ہوگی؟ ان سب نے کہا، ہاں! ہم سب اس بات پر متفق ہیں۔ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، جب تم نے یہ بات مان لی تو پھر تمہارا مسئلہ حل ہوگیا۔ تم نے خود میرے مؤقف کو تسلیم کرتے ہوئے حجت قائم کردی ہے۔ وہ کہنے لگے، کیسے؟ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، 'تم نے خود اپنی طرف سے ایک آدمی منتخب کیا اور فیصلہ کیا کہ اس کی ہر بات تمہاری بات ہوگی، اس کی ہار جیت تمہاری ہار جیت ہوگی، ہم بھی نماز کے دَوران اپنا امام منتخب کرتے ہیں، اس کی قرأت ہماری قرأت ہوتی ہے وہ بارگاہِ خداوندی عزوجل میں ہم سب کی طرف سے نمائندہ ہوتا ہے۔' انہوں نے آپ کی دلیل کو تسلیم کیا اور اپنے مؤقف سے دستبردار ہوگئے۔

امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو مسئلہ عقلی طور پر سمجھایا وہ دراصل اس حدیث کی شرح ہے۔ (امام اعظم، ص ۱۱۱، ۱۱۲)

اَلْحَدِيْثُ السَّادِسُ وَالثَّلاثُون ...... جماعت

قَالَ	قَالَ	عَنِ ابْنِ عُمَرَ
فرمایا	کہا(انہوں نے)	حضرت ابن عمر سے(روایت ہے)

تَفْضُلُ	اَلْجَمَاعَةِ	صَلٰوةُ	رَسُوْلُ اللّٰهِ
افضل ہے	جماعت(کے ساتھ)	نماز	اللہ کے رسول(نے)

دَرَجَةً	بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ	اَلْفَذِّ	صَلٰوةَ
درجہ	ستائیس	تنہا(سے)	نمازِ

بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازِ باجماعت کا ثواب تنہا نماز پڑھنے کے مقابلے میں ستائیس درجہ افضل ہے۔

شرح﴾ ☆ عاقل، بالغ، آزاد اور قادر پر مسجد کی جماعتِ اولیٰ واجب ہے، بلا عذر ایک بھی چھوڑنے والا گنہگار اور مستحقِ سزا اور کئی بار ترک کرے تو فاسق، مردود الشہادۃ (یعنی اُس کی گواہی قابلِ قبول نہیں) اور اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا (یعنی خاموشی اختیار کی) تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔ (نماز کے احکام، ص ۲۶۷، ۲۶۸)

☆ جب تک شرعی مجبوری نہ ہو اس وقت تک مسجد کی جماعتِ اولیٰ (یعنی پہلی جماعت) لینا واجب ہے اگر گھر میں جماعت کر بھی لی تو ترکِ واجب کا گناہ سر پر آئے گا۔ بلکہ بعض فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اقامت سے پہلے مسجد میں نہ آنے والا گنہگار ہے۔ (پیٹ کا قفلِ مدینہ، ص ۱۳۵)

☆ ترک جماعت کے بیس اعذار

(۱) مریض، جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو (۲) اپاہج (۳) جس کا پاؤں کٹ گیا ہو (٤) جس پر فالج گرا ہو (٥) اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عجز ہو (٦) اندھا اگرچہ اندھے کیلئے کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دے (۷) سخت بارش اور (۸) شدید کیچڑ کا حائل ہونا (۹) سخت سردی (۱۰) سخت اندھیرا (۱۱) آندھی (۱۲) مال یا کھانے کے ضائع ہونے کا اندیشہ (۱۳) قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے (١٤) ظالم کا خوف (١٥) پاخانہ (١٦) پیشاب یا (۱۷) ریح کی حاجتِ شدید ہے (۱۸) کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہے (۱۹) قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہے (۲۰) مریض کی تیمارداری کہ جماعت کیلئے جانے سے اس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا۔

یہ سب ترکِ جماعت کیلئے عذر ہیں۔ (نماز کے احکام، ص ۲۶۸، ۲۶۹)

قَالَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ	يَأْتِیْ	عَلَی النَّاسِ
فرمایا	اللہ کے رسول (نے)	آئے گا	لوگوں پر

زَمَانٌ	يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ	فِیْ مَسَاجِدِهِمْ	فِیْ اَمْرِ دُنْيَاهُمْ
ایک زمانہ	ان کی باتیں ہوں گی	ان کی مسجدوں میں	اپنے دُنیاوی کاموں سے متعلق

فَلاَ تُجَالِسُوْهُمْ	فَلَيْسَ	لِلّٰهِ	فِيْهِمْ	حَاجَةٌ
تو تم نہ بیٹھنا ان کے پاس	نہیں	اللہ تعالیٰ کو	ان لوگوں کی	پرواہ

بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ مسجدوں کے اندر دُنیا کی باتیں کریں گے تو اس وقت تم ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھنا کہ خدا تعالیٰ کو ان لوگوں کی کچھ پرواہ نہیں۔

شرح﴾ ☆ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے بیزار ہے۔ (انوار الحدیث، ص ۱۸۳)

☆ مسجد کے اندر کچی پیاز، مُولی، کچا لہسن کھانا یا کھا کر مُنہ میں بدبو ختم ہونے سے پہلے مسجد میں جانا جائز نہیں۔ (پکی ہوئی پیاز وغیرہ کھانے میں حرج نہیں) (فیضانِ رمضان، ص ۲۴۵)

☆ تمسخر (مسخری) ویسے ہی ممنوع ہے اور مسجد میں سخت ناجائز۔ (فیضانِ رمضان، ص ۲۴۹)

☆ مسجد میں ہنسنا منع ہے کہ قبر میں تاریکی (یعنی اندھیرا) لاتا ہے۔ موقع سے تبسُّم میں حرج نہیں۔ (فیضانِ رمضان، ص ۲۴۹)

☆ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے داہنا قدم اندر رکھے اور یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ "یعنی اے اللہ عزوجل تو اپنے رَحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے۔"

مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم باہر رکھے اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ "یعنی اے اللہ عزوجل میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔"

عَنْ سَلْمَانَ	قَالَ	قَالَ
حضرت سلمان سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا

رَسُوْلُ اللّٰہِ	لَا یَغْتَسِلُ	رَجُلٌ	یَوْمَ الْجُمُعَۃِ
اللہ کے رسول (نے)	نہیں غسل کرتا ہے	کوئی آدمی	جمعہ کے دن

وَیَتَطَھَّرُ	مَا	اسْتَطَاعَ	مِنْ طُھْرٍ
(نہ ہی) پاکی حاصل کرتا ہے	(جو) جتنی	استطاعت ہو	پاک کی

وَیَدَّھِنُ مِنْ دُھْنِہٖ	اَوْ یَمَسُّ	مِنْ طِیْبِ	بَیْتِہٖ
اور تیل لگائے	یا ملے	خوشبو سے	اپنے گھر میں سے (جو میسر ہو)

ثُمَّ یَخْرُجُ	فَلَا یُفَرِّقُ	بَیْنَ	اثْنَیْنِ	ثُمَّ یُصَلِّیْ
پھر نکلے	اور جدائی نہ کرے	درمیان	دو (آدمیوں) کے	پھر نماز پڑھے

مَا کُتِبَ	ثُمَّ یُنْصِتُ	اِذَا تَکَلَّمَ الْاِمَامُ	اِلَّا
جو فرض کی گئی ہے	پھر خاموش بیٹھا رہے	جب امام خطبہ پڑھے	مگر

غُفِرَلَہٗ	مَا بَیْنَہٗ	وَبَیْنَ	الْجُمُعَۃِ	الْاُخْرٰی
بخش دیئے جاتے ہیں اس کے لئے	جو اس (جمعہ) کے درمیان	اور درمیان	جمعہ	دوسرے

﴿بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دِن نہائے اور جس طہارت (یعنی پاکیزگی) کی استطاعت ہو، کرے اور تیل لگائے اور گھر میں جو خوشبو ہو ملے، پھر نماز کو نکلے اور دو شخصوں میں جدائی نہ کرے (یعنی دو شخص بیٹھے ہوئے ہوں انہیں ہٹا کر بیچ میں نہ بیٹھے) اور جو نماز اس کیلئے لکھی گئی ہے، پڑھے اور امام جب خطبہ پڑھے تو چپ رہے اس کیلئے اس گناہوں کی ، جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں مغفرت ہوجائے گی۔

﴿شرح﴾ ☆ جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اسے پا کر اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور دے گا اور وہ گھڑی مختصر ہے۔ (نماز کے احکام، ص ۴۰۹، ۴۱۰)

☆ قبولیتِ دعا کی ساعتوں کے بارے میں دو قول قوی ہیں:

(۱) امام کے خطبہ کیلئے بیٹھنے سے ختمِ نماز تک (۲) جمعہ کی پچھلی ساعت۔ (نماز کے احکام، ص ۴۱۰)

☆ جو چیزیں نماز میں حرام ہیں مثلاً کھانا، پینا، سلام وجواب وغیرہ یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں یہاں تک کہ نیکی کی دعوت دینا بھی۔ ہاں خطیب نیکی کی دعوت دے سکتا ہے۔ جب خطبہ پڑھے، تو تمام حاضرین پر سننا اور چپ رہنا فرض ہے، جو لوگ امام سے دُور ہوں کہ خطبہ کی آواز ان تک نہیں پہنچتی انہیں بھی چپ رہنا واجب ہے اگر کسی کو بُری بات کرتے دیکھیں تو ہاتھ یا سَر کے اِشارے سے منع کرسکتے ہیں، زبان سے ناجائز ہے۔ (نماز کے احکام، ص ۴۲۹)

☆ مقتدیوں کو خطبے کی اذان کا جواب ہرگز نہ دینا چاہئے، یہی احوط (یعنی احتیاط کے قریب) ہے۔ (انوار الحدیث، ص۱۸۷)

☆ خطبہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھا نہ چومے (یہ حکم صرف خطبہ کیلئے ہے ورنہ عام حالات میں نام نامی سن کر انگوٹھا چومنا مستحب ہے) اور دُرودِ پاک دِل میں پڑھے۔ زبان کو جنبش نہ دے، اس لئے کہ زبان سے سکوت فرض ہے۔ (انوار الحدیث، ص۱۸۷)

☆ خطبہ جمعہ کے علاوہ اور خطبوں کا سننا بھی واجب ہے مثلاً خطبہ عیدین ونکاح وغیرہما۔ (نماز کے احکام، ص ۴۳۰)

عَنْ اَنَس	قَالَ	کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
حضرت انس سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	اللہ کے رسول (کرتے تھے)

لاَ یَغْدُوْ	یَوْمَ الْفِطْرِ	حَتّٰی	یَاْکُلَ
صبح کے وقت نہیں جاتے (تھے)	عیدالفطر کے دِن	یہاں تک کہ	تناول فرماتے

تَمَرَاتٍ	وَ	یَاْکُلُھُنَّ	وِتْرًا
کھجوریں	اور	کھاتے تھے ان (کھجوروں) کو	طاق (عدد)

﴿بامحاورہ ترجمہ﴾ حضرت سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا انہوں نے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدالفطر کے دِن جب تک چند کھجوریں نہ کھالیتے عیدگاہ کو تشریف نہ لے جاتے اور آپ طاق کھجوریں تناول فرماتے۔

﴿شرح﴾ ☆ عیدَین (یعنی عیدالفطر اور بقرٔ عید) کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں صِرف ان پر جن پر جمعہ واجب ہے۔ عیدَین میں نہ اذان ہے نہ اقامت۔ (نماز کے احکام، ص ۴۴۰، ۴۴۱)

☆ عیدَین کی نماز کے بعد مصافحہ ومعانقہ کرنا جیسا کہ عموماً مسلمانوں میں رائج ہے، بہتر ہے اس لئے کہ اس میں اِظہارِ مسرت ہے۔ (انوار الحدیث، ص ۱۹۱)

☆ عورَتوں کیلئے عیدَین کی نماز جائز نہیں، ہاں عورتیں اس دِن اپنے اپنے گھروں میں فرداً فرداً نفل نمازیں پڑھیں تو باعثِ ثواب وبرکت اور سبب ازدیادِ نعمت ہے۔ (انوار الحدیث، ص ۱۹۱، ۱۹۲)

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ	قَالَ	قَالَ
سے (روایت ہے)	کہا (انہوں نے)	فرمایا

النَّبِیُّ	كَلِمَتَان	حَبِيْبَتَان
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نے)	دو کلمے	دونوں پیارے (ہیں)

إِلَی الرَّحْمٰنِ	خَفِيْفَتَان	عَلَی اللِّسَان
رحمٰن عزوجل کو	دونوں ہلکے (ہیں)	زبان پر

ثَقِيْلَتَان	فِی	الْمِيْزَان
دونوں بھاری (ہیں)	میں	میزان

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ	سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْم
اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے اور اسی کی حمد ہے	اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے، عظمت والا

بامحاورہ ترجمہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو کلمے ہیں جو رحمٰن عزوجل کو پیارے ہیں، زبان پر ہلکے ہیں، میزان میں بھاری ہیں (وہ دو کلمے یہ ہیں):

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْم

'اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے اور اسی کی حمد ہے اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے، عظمت والا ہے۔'

شرح ☆ محبت دِل کے میلان کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ دِل اور میلان دونوں سے منزہ (پاک) ہے، لہٰذا یہاں اس کا لازم معنیٰ مراد ہے یعنی جس سے محبت ہوتی ہے اس پر انعام و اکرام زِیادہ ہوتا ہے اس کی کوتاہیوں سے درگزر کیا جاتا ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ کلمہ بہت مختصر ہے مگر اس پر ثواب بہت زِیادہ ہے اور گویا اس جملے کے کہنے والے نے اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا ذِکر کر دیا۔ (نُزھۃُ القاری، ج۹، ص۳۳۸)

☆ حمد کا معنیٰ ہے کسی کی خوبی زبان سے بیان کرنا۔ تسبیح کا معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس چیز سے پاک ہے جو اس کی شان کے لائق نہیں۔ (نُزھۃُ القاری، ج۹، ص۳۳۹)